بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

نتیجہ طبع ذکا و کرشمہ فکر رسا جلوۂ خیال بلند و شوخی خاطر ارجمند

اشعار بہارستان

۱۹۱۳ء

[illegible] یعنی دیوان شاعر شیریں زبان [illegible]

شاعر لاثانی جناب منشی انوار حسین صاحب تسلیم سہسوانی کی نظر ثانی سے

مطبع منشی نولکشور میں بطبع مزین مقبول چھپا ہوا

اطلاع اگرچہ اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہر
مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ وملاحظہ سے شائق
اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے لیکن خاص اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ
سادے ہین اُنمین بعض کتب کلیات وشنویات و دواوین وغیرہ نظم ونثر اُردو مین درج ہین تاکہ جس فن کی یہ کت
ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانے سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
		دیوان شاہ تراب	۱۱
کلیات ودواوین		کلیات نظیر اکبرآبادی	٦/
کلیات ظفر ہر چہار جلد کامل دو جلد مین	عہ سہ/	زندگانی بینظیر یعنی سوانحعمری میان نظیر	
انتخاب کلیات ظفر	٦/	دیوان وقار۔ مصنفہ راجہ کشن کمار	۱۰/
کلیات مومن	۹/۳ پائی	بہارستان اشعار مصنفہ رائے کشن کمار	
دیوان ناسخ	۱۲/٦ پائی	کلیاب نظیر اکبرآبادی کلان از شہباز	
کلیات آتش	۸/	کلیات صفدر	عہ/
کلیات نعتیہ مجید	عہ/	کلیات وہبی کاغذ دو قسم	
کلیات امیر اللہ تسلیم	۱۲/	(۱) کاغذ سفید چکنا	
کلیات میر تقی میر	عہ سہ/	(۲) کاغذ سفید رتمی	
کلیات سودا	عہ سہ/	دیوان غافل	
کلیات انشاء اللہ خان	عہ/	دیوان ذوق	
کلیات نساخ مین سے حسب ذیل رسائل موجود ہین جو علحدہ بھی فروخت ہوتے ہین۔		دیوان فدا جلد ثانی	
		دیوان داغ	
(۱) شاہد عشرت	٦ پائی	گلزار داغ	
(۲) سخن شعرا	۱۵/	آفتاب داغ	۱۲
(۳) زبان ریختہ	٦ پائی	دیوان رند	
(۴) قطعہ منتخب	۳/۳ پائی	دیوان غالب	
کلیات صنعت	۹/۹ پائی	دیوان مرغوب جہان	
دیوان مہر غیر مطبع	عہ/پ	دیوان امیر موسوم بہ مرآۃ الغیب	۱۱

به عون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

نتیجه طبع ذکا و کرشمه فکر رسا جلوه خیال بلند و شوخی خاطر ارجمند

اشعار بہارستان

۱۹۱۳ء

دیوان شاعر شیرین زبان اردو و فارسی مسمی به + یعنی

شاعر لاثانی جناب منشی انوار حسین صاحب تسلیم سہسوانی کی نظر ثانی سے

مطبع منشی نول کشور میں بہ طبع رنگین مزین مقبول چھپا ہوا

رفاہ دوست خاص و عام بلکہ خیر خواہ کافۂ انام مالک مطبع اودھ اخبار نولکشور
ناظرین باتمکین کی خدمت والا مین گزارش کرتا ہے کہ ان ایام میمنت فرجام مین دیوان غزل کنور
کشن کمار ر وقار رئیس مرادآباد کا اس مطبع مین طبع ہوا دیوان و مضمون حکیم سخن آفرین مقبول و پسند
ہر طبع ہوا اگر اس مقام پر فصاحت و شوخی کلام بیان ہو بالیقین لوگون کو یار فروشی کا گمان ہو اس واسطے
ستودگی و محمودگی مضامین و صفائی بندش و پاکیزگی طبع حوالہ ملاحظۂ اصحاب سخن و ارباب فن کے
کرکے اصل مطلب کی طرف توجہ کرتا ہون کہ یہی موقع اُس کے ادا کا ہی۔ بحکم شوق مختصر سی مختصر
حال فرخ فال کنور صاحب باندازہ اپنے علم و آگہی کے بے سرگوشی خامہ قلمبند کرتا ہون اور تکلیف
تکلف و آزار تصنع ناپسند کرتا ہون۔ کنور کشن کمار صاحب وقار مہین فرزند راے
پردمن کشن صاحب رئیس مرادآباد و تعلقدار اضلاع مرادآباد و بداون کے ہین۔ مورث
اعلی کو محمد شاہ پادشاہ دہلی نے خطاب راے سے سرفراز فرمایا کہ عہدۂ وکالت پر مرادآباد مین
امتیاز و اعزاز بخشا اُس وقت سے قیام مرادآباد کی بنیاد قائم ہوئی جد امجد یعنی راے آتما رام
عہد دولت مہد نواب آصف الدولہ بہادر مین خدمت جلیلہ نیابت چکلہ داری چودہ محال
بجنور پر سربلند و ارجمند ہوئے۔ جب یہ ملک تقسیم دس آنہ و شش آنہ مین کمپنی انگریز بہادر کے
قبضہ دخل مین آیا راے آتما رام عہدۂ منشی عدالت دیوانی مرادآباد پر کہ اُس وقت یہی
عہدہ نہایت درجہ کا معزز تھا ممتاز ہوئے آخر روزگار ترک کرکے اضلاع مرادآباد و بجنور و
بداون مین تعلقہ خرید فرمایا کہ بافضال الٰہی ابتک بدستور ہے بلکہ انھین کی برکت و نیت
سے یوماً فیوماً ترقی پر ہے۔ غدر ۱۸۵۷ء کہ خیر سگالی روسا و عمائد کے واسطے ایک عیار
کامل تھا راے پردمن کشن صاحب کے اقبال تنومند نے خوبیون کے ساتھ زور دکھائے
اگر یہ حال شرح و بسط سے تحریر مین آئے ایک دوسرا دفتر تیار ہو جائے لہٰذا مجملاً کیفیت لکھتا ہون
کہ جو امور انتظام حکام وقت نے یعنی صاحب مجسٹریٹ بہادر مرادآباد اور کار ملکی

صاحب بہادر مجسٹریٹ بدایون نے سپرد فرمائے رائے صاحب نے عمدہ شائستگی سے
انجام دیے جیساکہ چاہیے پوری پوری تعمیل کی جبکہ مراد آباد مین سیاہ نے آتش بغاوت
بھڑکائی حکام نے نینی تال و میرٹھ کی راہ لی۔ مجوخان کی نوابی قرار پائی رائے صاحب
کسی پیرایہ سے شریک کردار ناہنجار کے نہ ہوئے جادۂ خیرخواہی پر ثابت قدم رہے گوکہ اُس
وقت انواع انواع قسم کی تکلیف پہونچی یعنی باغیون نے فیل و اسپ وجھکڑا و دیگر اسباب پر
دست غارت دراز کیا۔ جب والی رام پور نے بحکم حکام انگریزی ضلع مراد آباد و بجنور کا بندوبست
کیا رائے صاحب موصوف کی صلاح امورات انتظام مالی و ملکی مین مقدم سمجھے ہنگام تسلط نواب
صاحب بہادر ہنگامہ باغیون مین رائے صاحب ممدوح نے بجمعیت چند ملازم ذاتی باغیون
سے ایک حصہ میگزین کا مع ایک توپ بلاپٹی کے چھین لیا ایک آدمی اور دو گھوڑے
باغیون کے زخمی کیے ایک آدمی ادھر کا بھی زخمی ہوا۔ نینی تال پر معقول سرمایہ بحفاظت
اپنے آدمیون کے روانہ کیا۔ غرض کہ اس ضلع کے خیرخواہان انگلیشیہ مین نہایت ناموری
نامداری بھی حاصل کی چنانچہ جلدو مین حسن خدمتی و خیراندیشی کے سرکار نے کمال
قدردانی کے ساتھ سند مالگذاری و زمینداری کی عطا فرمائی کہ موجب رشک دشمنون کا
ہے ہم سند موصوفہ کو ذیل مین کمال خوشی سے درج کرتے ہین۔ رائے صاحب بجمیع صفات
موصوف ہین آج ہندوستان مین مشہور و معروف ہین فی الحقیقت رائے صاحب عقیل
عصر و فرزانۂ دہر ہین فیاض بھی ہین رحم دل بھی ہین آپ کی سرکار کی نوکری جاگیر ہے
بجائے چاکر متوفی اُس کا وارث قائم ہوتا ہے۔ چشم بددور ماشاءاللہ کنور صاحب
خلف الرشید ہین کہ رائے صاحب سے بھی وضعداری و نیک اندیشی و کرم و عنایت
مین قدم بڑھا کر رکھتے ہین ایزد بسیار بخش اس سے زیادہ بخشے اور ہمیشہ توفیق نیک
رفیق رکھے آمین ثم آمین
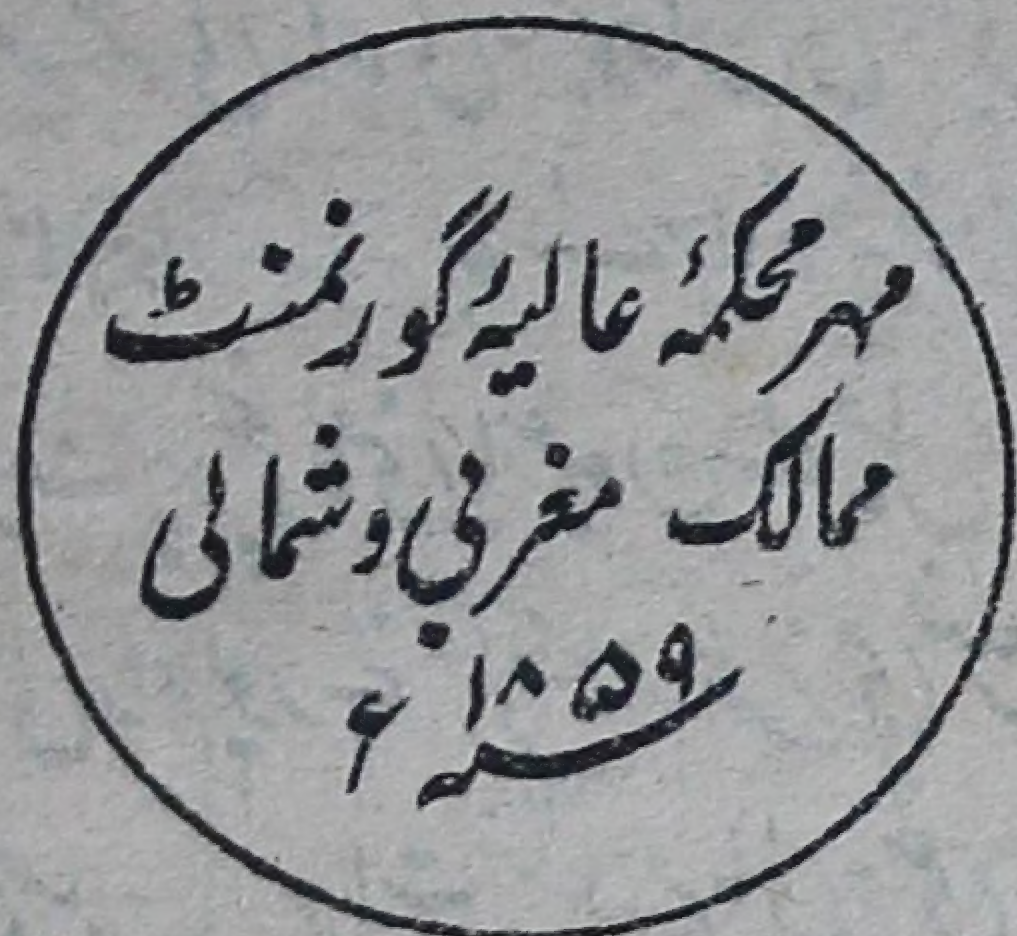
نقل پروانہ محکمۂ عالیۂ گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی

مہر محکمۂ عالیۂ گورنمنٹ
ممالک مغربی و شمالی
سنہ ۱۸۵۹ء

دستخط انگریزی

رفعت و عوالی مرتبت پرمن کشن تعلقہ دار ساکن مراد آباد مورد مراحم والا باشند

درینولا از روی رپورٹ صاحب کمشنر بہادر روہیلکھنڈ مرقومۂ ۶ دسمبر سنہ ۱۸۵۸ء نمبر ۳۴۹ بحضور معدلت دستور بندگان فیضان نواب معلی القاب لفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبالہ مبرہن و ہویدا گشت کہ آن عوالی مرتبت بایام بلوۂ باغیان شقاوت شعار بحضور صاحبان انگریز بہادر مقیم کوہ نینی تال و میرٹھ اخبار باغیان نکبت نشان رسانیدند و اسباب رسد و خورد و نوش وغیرہ فرستادند و نیز زر مالگذاری سرکار بہ یکبارگی ادا نمودند و از حسن ارادت و عبودیت خویش انتظام سہ پرگنہ باحسن الوجوہ کردند چنانچہ دریافت اینہمہ مراتب خیر خواہی و دولت سگالی سرکار ذوی الاقتدار موجب غایت رضامندی و خوشنودی خاطر بندگان نواب صاحب محتشم الیہم گردیدہ و برای عطای زمینداری جمعی سہ ہزار روپیہ حکم فیض شیم بشرف نفاذ پیوست لہذا حسب فرمان افاضت توامان نواب صاحب مفخر الیہم پروانہ کرامت نشانہ ہذا جہت اعلان رضامندی نواب صاحب معظم الیہم بآن عوالی مرتبت مرحمت میشود تا موجب فخر و مباہات بین الاماثل و الاقران گردد فقط مرقوم ۲۰ جنوری سنہ ۱۸۶۰ء

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

نتیجۂ طبع ذکا و کرشمۂ فکر رسا جلوۂ خیال بلند و شوخی خاطر ارجمند

[illegible] وقار مسمیٰ بہ

اشعار بہارستان

۱۹۱۳ء

یعنی دیوان شاعر شیریں زبان [illegible]

شاعر لاثانی جناب منشی انوار حسین صاحب تسلیم سہسوانی کی نظر ثانی سے

مطبع منشی نولکشور میں بہ طرز مقبول چھپا ہوا

شمار غزلیات	بسم اللہ الرحمن الرحیم	تعداد اشعار
١		٩

ردیف الف

احسان بے کرانہ ہے یہ کردگار کا — مجھ بندہ کو خطاب دیا ہے وقار کا

گل کو کیا ہے خار کا جو آفتاب گیر — یہ رنگ وہ ہے خون ہو جس پہ ہزار کا

دیر و حرم مین جلوہ وحدت ہی آشکار — زنار و سجہ مین بھی نہین فرق تار کا

بمثیل و بے مثال ہی خالق ہی خلق کا — محتاج وہ نہین ہی کسی کاروار کا

یہ زرد و سرخ جلوہ صنعت اُسی کا ہی — وہ مخترع خزان کا وہ مبدع بہار کا

مردود ہے معلم ملکوت کبر سے — آیا پسند اُس کو طریق انکسار کا

رازق ہے رزق کیڑے کو دیتا ہی سنگ مین — صادق اُسی پہ لفظ ہے پروردگار کا

ہے قہر اُس کے نور مین ہی مہر نار مین — جل جای کوہ نور سے ہو باغ نار کا

١١	لکھے وقار کیا کوئی اُس کی ثنا و حمد کہسار کو اُٹھائے یہ مقدور خار کا	٢

دیکھکر آئینے مین ابرو وہ بسمل ہو گیا
یہ تماشا ہی نیا مقتول قاتل ہو گیا

حق ہوا ہستی نما معدوم باطل ہو گیا
میرا نالہ قفل منقار عنادل ہو گیا

آنا جانا پاس تک پہلی بھی کچھ آسان نہ تھا
دور کا بھی دیکھنا پر اب تو مشکل ہو گیا

رحم فرمایا جو اُس بیداد گر نے حال پر
قتل گاہ حسرت و ارمان مرا دل ہو گیا

امتیاز افشان کا ماتھے پر نہین ہے یار کے
یہ اچنبھا ہی عرض جوہر مین شامل ہو گیا

کُھل کے بیٹھو بیحجاب آنکھین ہماری بند ہین
ازدحامِ شوق نظارہ کا حائل ہو گیا

روک سکتے ہین نظر کو کب مرے تار ہر شک
بحر کس دن موج سے پا در سلاسل ہو گیا

وحدت و خلوت مین لذت کثرت و جلوت کی ہے
آنکھ کر لی بند جب نظارہ حاصل ہو گیا

یان تصرف عشق کا تھا وان کشش تھی حسن کی
خالِ عارض دیدۂ مشتاق کا تل ہو گیا

اک حسین کا ہی تصور دل مین ہر دم جلوہ ریز
کلبۂ تیرہ مرا خورشید منزل ہو گیا

۳	بند کر کے آنکھ یا دست زکی پر رکھ دیا اے وقار ایسی چڑھی تجکو کہ غافل ہو گیا	۱۱

ہم نے جب مضمون باندھا ابروِ خمدار کا
کاٹ ہر مصرع مین پیدا ہو گیا تلوار کا

مر گیا ہون دیکھکر مین آبِ دندانِ صنم
غسل کو میت کے پانی ہو دُرِ شہوار کا

عین نرگس کا بنے گا پھول قرطاس شبیہ
نقش کھینچے گا اگر بہزاد چشم یار کا

سینۂ صد چاک مین ہی نالۂ آتش فشان
تیلیون کا یہ قفس ہی مرغ آتش خوار کا

جنبشِ لب مین ترے اے ترک ہی قینچی کی کاٹ
ہے پیامِ مرگ ہلنا ابروِ خمدار کا

زخم وہ آئینہ رو دیکھے تو طوطی کی طرح
زمزمہ پیرا ہو پھاہا مرہم زنگار کا

نکہتِ گل کا کسی نے آج تک دیکھا ہی رنگ
کس طرح ثابت مجھے حسنِ وفا ہو یار کا

نشہ کی عینک نظارہ ہی تمھاری چشم کا
حال یکسان ہو رہا ہی مست کا ہشیار کا

مرہم زنگار کا عالم سواد خط مین ہی
اس قدر لکھا ہی مضمون سبزۂ رخسار کا

مختصر سا وصف یہ ہی روے رنگین کا ترے
سبزۂ تازہ لقب ہی اس چمن کے خار کا

۴

بار دیگر قحط لگا یا کلک گوہر بار کو
اور بھی شاید ہی لکھنا کچھ وقار اشعار کا

۱۱

مین نہین کھانے کا دھوکا کافر دیدار کا
بھید سب مجھ پر کھلا ہی سبحہ و زنار کا

شب یہ تھا حیرت فزا سبزہ ترے رخسار کا
ہو گیا آئینہ پر دھوکا مجھے زنگار کا

پا بگل ہو جائیگا حیرت سے کبک خوشخرام
دیکھکر عالم تمھارے پاے کج رفتار کا

نغمہ کا مذکور کیا گر گنگنائے بھی وہ شوخ
بند مرغانِ چمن کا قفل ہو منقار کا

آفت بالائی طرہ کا تری نظارہ ہی
قتل کرتا ہی تصور لٹ پٹی دستار کا

دل مین جا غم کو نہین کاہیدگی ہجر سے
وصل پھر کیا ہو خیال عیش پہلو دار کا

روکشِ انجم ہی ہر ذرہ مرے ویرانہ کا
آج جلوہ ہے یہ کس کے چاند سی رخسار کا

خوب لوٹے گا یہ کالا چور دولت حسن کی
پاسبان خالِ سیہ ہی یار کے رخسار کا

زلف شبگون نے دل روشن کو گھیرا ہی مرے
ہی قیامت کعبہ پر نرغہ ہوا کفار کا

کھا گیا مین صاف دھوکا باغ مین سوتا ہی سایہ
دیکھکر عارض پہ جلوہ گیسوے خمدار کا

۵

چشم ساقی چوم لی کل رات مستی مین وقار
کام ہم سے علین غفلت مین ہوا ہشیار کا

۹

کس کس بلا سے شب دل حیران و چارہ تھا
ہذیان و خلش کبھی کبھی درد و بخار تھا

بے وعدہ رات گھر مرے آیا وہ سنگدل
تھی آہ کی کمند اثر کا شکار تھا

تارے تھے کف حباب فلک کہکشان سوار
شب جوش پر یہ دیدۂ طوفان نثار تھا

یان آہ آتشین کی زیارت لگی تھی رات
ہنگام گرم ساز دل داغدار تھا

سودا سے چشم یار مین دل کا کہان سراغ
وحشت زدہ تھا مست تھا آہو سوار تھا

ای کاش آئے فاتحہ کو میری قبر پر
حسرت نصیب یہ دل امیدوار تھا

در پر تھا مین کبھی کبھی دیوار و بام پر
کیا جانے کس کے آنے کا شب انتظار تھا

نکلی نہ آرزو دل حسرت پرست کی
مین تم سے ایک بوسہ کا امیدوار تھا

۶

مٹی بھی دی نہ ہاتھ سے اپنے وقار کو
اُس بیوفا کے دل مین قیامت غبار تھا

۱۱

فریاد مری سنتے ہی وہ بام پر آیا
اللہ یہ نالے مین کہان سے اثر آیا

آئینے مین عکس اُس کے جو رخ کا نظر آیا
پھبتی کہی خورشید فلک سے اُتر آیا

جب مر گئے ہم نعش پہ وہ سیمبر آیا
جانے کو گئی جان مگر کام بر آیا

جس روز سے دل اُس بت خودکام پر آیا
کیا کیا نہ ستاتا ہے مجھے اپنا پرایا

لٹکا ہی جو گیسو کا تو بل کھاتی ہے کیون زلف
دل جھونکا ہوا کا ہی یہ آیا جدھر آیا

پھر سینچے اُسے پیرِ فلک آب تبر سے
پھر نخل تمنا مین ہمارے ثمر آیا

تھی صبح شبِ وصل مرے بھور کا پیغام
وہ اُٹھے اُدھر اور مجھے غش ادھر آیا

یہ شوق بڑھا ہی یہان آئے جو فرشتہ
کہنے لگون دل سے کہ ارے نامہ بر آیا

اُٹھتے ہی دریار سے رستہ جو گیا بھول
کترا کے رہِ دیر و حرم اپنے گھر آیا

ہستی مین مجھے راہ ملی ملک عدم کی
جس وقت یہان یار کمر باندھ کر آیا

کوتاہ وقار اپنی یہ تھی آج شبِ وصل
ہمراہ ہر شام کے وقت سحر آیا

کبھی جو وہ بتِ رعنا نظر نہین آتا
تو میری آنکھون مین کیا اشک بھر نہین آتا

کسی کو جوہرِ ذاتی نظر نہین آتا
وگرنہ کون ہی جس کو ہنر نہین آتا

نہ آئے وہ شہِ خوبان اگر نہین آتا
مثل ہے شاہ فقیرون کے گھر نہین آتا

بڑھی ہے یاس یہان تک کہ میرے بالین پر
سوائے گریہ کوئی چشم تر نہین آتا

مین ہون وہ ننگ خلائق کہ میری میت پر
بغیر نالہ کوئی نوحہ گر نہین آتا

دو رنگیون سے زمانہ کی بس کہ نفرت ہے
پسند جلوۂ شام و سحر نہین آتا

نہ آئی جعد کبھی اُن کی ڈھل کی ایڑی تک
یہ کالا چاٹنے مٹی مگر نہین آتا

کبھی نہ میری تمنا ہے دل ہوئی حاصل
یہ نخل وہ ہے کہ جس مین ثمر نہین آتا

بسے ہین آنکھون مین میرے جو گورے گورے گال
نظر مین جلوۂ شمس و قمر نہین آتا

خبر نہین متوجہ ہی کس طرف وہ شوخ
خدنگ ناز کبھی اب ادھر نہین آتا

۸ نہین ہے طالع قاصد مین بازگشت وقار
جو پاس اُس کے گیا لوٹ کر نہین آتا ۱۳

اک چسکی مے کی جبکہ نہ ہو جام بنگ کا
ہے مجکو پاس زہد کے ناموس و ننگ کا

اے دل خیال چھوڑ بت خانہ جنگ کا
شیشہ حریف ہو نہین سکتا ہے سنگ کا

آئینہ صاف لوح زمرد کی بن گیا
ٹھہرا جو عکس ایک بت سبز رنگ کا

اے سوز ہجر دل نہ پسیجا کبھو ہان
یان شمع کو جلا گیا جلنا پتنگ کا

سوئیان جگر مین موے مژہ کی چبھایئے
ہان ہو نشانہ دل بھی نگہ کے خدنگ کا

پرچھاوان سخت جانی کا میری اگر پڑے
جوہر تمھاری تیغ کا جوہر ہو سنگ کا

گر اُس غزال چشم کی فرقت مین آئے نیند
دست پلنگ ہو مجھے پایہ پلنگ کا

سرمہ لگا نہ آنکھ مین اے نور چشم ظلم
اچھا نہین ہے مورچہ خنجر مین زنگ کا

اک ایک شعر کا مرے مضمون ہے چلبلا
دل مین خیال ہے جو کسی شوخ و شنگ کا

شیرین وہ حسن یار کا ہے جس کے روبرو
پھیکے سے پھیکا رنگ ہے اہل فرنگ کا

دیکھے نہ کوئی خلق مین مانی مری شبیہ
وہ لاغری مین چاہیے ایجاد رنگ کا

امکان سے بھی بڑھ کے جہان تنگ ہو ظلم کر
ہوتا ہے حوصلہ اسی بسمل مین امنگ کا

۹ ہوتی ہے پھر وقار سے جو آشتی و صلح
اے خانہ جنگ ہم سے ہے پھر قصد جنگ کا ۹

کب نہ سودا ترا اے زلف سیہ فام رہا
طائر روح نہ کس روز تہ دام رہا

وہ یہ کہتے ہین کہ ننگ آتی ہی تجھ سے ملتے
واے قسمت جو گیا اُس کے مکان تک قاصد
چھوڑ دے اپنے تو سر پر سے تصدق کر کے
وصل کی شب بھی نہ تو ساتھ لپٹ کر سویا

تو سدا فرقۂ عشاق مین بد نام رہا
گر گیا راہ مین خط یاد نہ پیغام رہا
مجھ مین باقی نہ کچھ اے گردش ایام رہا
وہی غمزہ ترا اے دشمن آرام رہا

۱۰
نہتین کین تو نمانے جو مین روٹھا تو وقار
خو وا اُدھر سے ہی ملاقات کا پیغام رہا
۵

عکس پڑتے ہی روے رنگین کا
چاند سے مُنھ کا بوسہ لے لون گا
رُخِ گل غازے کا نہین محتاج
رکھ نہ اُس سے امید وصل اے دل

ہوا آئینہ دست گلچین کا
پھول توڑون گا آج نسرین کا
کیون ہوا اُس بت کو شوق تزئین کا
تو کبھی دے نہ پھول قالین کا

۱۱
غیرت آئینہ ہین شعر وقار
خوف کس کو ہے چشم بد بین کا
۹

شور ہے اُس کی خوش ادائی کا
اُس کے وعدے کا اعتبار اے دل
نعل ہی ماہِ نو ستارہ مہر
روز دو چار خون کرتا ہے
ہو گی نالے سے میرے یہ ہمسر

سب کو سودا ہے آشنائی کا
جس مین جوہر ہے بیوفائی کا
گل ہی گل اُس کی زیر پائی کا
یہ کلاوہ تری کلائی کا
منھ تو دیکھے کوئی ہوائی کا

آئینہ سے مقابلہ ہر دم — ہی یہ سامان خودنمائی کا
ان بتون کے اگر زبان ہوتی — دعوے کر بیٹھتے خدائی کا
آب حیرت مین آئینہ ڈوبا — روے جانان ہی اس صفائی کا

۱۲
گھر پر آیا ہوا تو روک وقار
وقت ہے بخت آزمائی کا
۶

وہان چل گیا آج فقرا کسی کا — بنی جان پہ یان کچھ نہ بگڑا کسی کا
لیا ہم نے دل دے کے بوسا کسی کا — ہوا سنتے مولون پہ سودا کسی کا
وہ خودکام تم ہو کہ پروا نہین ہے — برا ہو کسی کا کہ اچھا کسی کا
اگر غنچہ چٹکا کہا بلبلون نے — یہ رسوائی کا ہی ڈھنڈورا کسی کا
مین گل کھاؤن بگدست ہاتھون پیٹے — اگر ہے ہتھے چڑھ جاے چھلا کسی کا

۱۳
وقار اپنے دم سے مین رکھتا ہون مطلب
نہ طالب کسی کا نہ شیدا کسی کا
۷

قد جو بوٹا سا کسی کا جلوہ فرمانے لگا — دیکھ کر ہر نونہال باغ پتانے لگا
روبرو آتے ہی آئینہ کی چھاتی پھٹ گئی — حسن بالادست پر وہ شوخ اترانے لگا
دشت وحشت مین ترے وحشی کو جوش آگیا — دست مژگان سے کف پا غول سہلانے لگا
گنبد گردون کو تھا گردش پہ اپنی گو غرور — دیکھ کر چکر مرے پاؤن کے چکرانے لگا
یار جب آیا مرے گھر ہو گیا بیہوش مین — آگیا مین ہوش مین جب یار گھر جانے لگا

مین بھڑک اُٹھون گا اکدن شعلۂ خس کیطرح
استخوان وہ آتش فرقت سے سلگانے لگا

۱۴
سایہ بھی دیکھا اگر ہمراہ اُس کے اے وقار
شک نے کچھ کانو مین پھونکا رشک بس آنے لگا
۵

بعد مردن ساتھ میرے میرا سودا جائیگا
آنکھ چھپکائے گی نرگس چشم تیری دیکھکر
تاڑنے محفل مین اوبے دیدہ ز دیدہ نظر
روے رنگین کے مقابل لالہ داغی ہوا

ہڈیان سونگھے گا جو کتا وہ بورا جائیگا
گل سے عارض کے بھی آگے پھول پتا جائیگا
ہم ہین انسان مردمی کے ساتھ دیکھا جائیگا
پوست باغی کا چمن مین آج کھینچا جائیگا

۱۵
کس لیے یہ جلدیان ہین صبر کر خندے وقار
ہے وہ کم سن رفتہ رفتہ راہ پر آجائے گا
۷

باغ مین گیا وہ پیرہن اُترا
داغ دل سے مین پھر نہال ہوا
جب کفن کی نئی ملی پوشاک
عرق جسم بار تھا کہ شہاب
اُس کو سمجھا مین نعمت منعم
چڑھ گئی آنکھ پہ کمر اُس کی

کیون ترا منہ ہے اے سمن اُترا
دل سے بلبل کے پھر چمن اُترا
تب مرا جامۂ کہن اُترا
ہو گئے گلرنگ پیرہن اُترا
جب فلک سے غم و محن اُترا
دل سے میرے اگر دہن اُترا ۶

۱۶
یہ لگا دل وقار غربت مین
کہ مری یاد سے وطن اُترا
۵

میں بے وفا نہوا اور وہ باوفا نہ ہوا
قسم خدا کی یہ ہی خاک سب ہوا نہوا

گہے جگر مین گہے دل مین گاہ جان مین رہا
ملا ہر ایک سے وہ بت پر ایک کا نہوا

ضعیف چشم صنم نے مجھے کیا ایسا
برنگ سایہ مین اُٹھکر کبھی کھڑا نہوا

یہ مانا آپ کی بھون ہلتے ہی ہوا بھونچال
مین کب نہ تڑپا کہ گردون پہ زلزلا نہوا

۱۷ — وقار نقل سے میری ہوا نہ غیر کو فیض
کہ ہڈی کھانے سے اُلو کبھی ہما نہوا — ۹

کون کہتا تھا کہ غربت مین وطن ہوجائیگا
عشرت و شادی مجھے رنج و محن ہوجائیگا

کاٹ سر میرا مرا ہلکا بدن ہو جائیگا
کام میرا نام تیرا تیغ زن ہو جائیگا

گر اُٹھے تم بیٹھ جائینگے ہزارون گھر ابھی
حشر کا ہنگامہ حال انجمن ہوجائیگا

یاد بھولے گا خدا کی شیخ تجکو دیکھکر
صاف بت پتھر کا ترشا برہمن ہوجائیگا

محتسب توڑیگا تو یہ چشم ساقی کے حضور
دیکھکر پیمانے کو پیمان شکن ہوجائیگا

گر یہی ہی گرمی بازار رخسار روے دوست
کم تلون کی مول سے مشک ختن ہوجائیگا

وضع سادہ ہی پسند خاطر سہل آشنا
جامۂ عریانی کا ہلکا پیرہن ہوجائیگا

مرنے پر بھی محو ہونے کے نہین داغ جگر
یہ نہین وہ مہر و مہ جن کو گہن ہوجائیگا

۱۸ — حضرت تسلیم سے مجکو تلمذ ہے وقار
واجب التسلیم اب میرا سخن ہو جائیگا — ۱۱

طفل عاشق ہی ترا پیر ہی شیدا تیرا
کون عالم مین نہین چاہنے والا تیرا

آنکھ ڈالے نہ کہین چاہنے والا تیرا
کونسا دل ہی کہ جس کو نہین الفت تیری
ہی اگر زلف سیہ شان نزول واللیل
ہی قسم تجکو لہو کی مرے مہندی نہ لگا
دھوپ چھان گئے ہو وہان فرش کا لوگون کو گمان
گل نوخیز ہی تو بلبل ہر مست ہون مین
رُخ دہن ہی ترا ای یار کمر عنقا ہے
جان وایمان دو عالم ترا بیعانہ ہی
عمر بھر قید رہے خانۂ زنجیر مین ہم

اپنی پہچان سے گزرے ہی شناسا تیرا
کونسا سر ہی کہ جس کو نہین سودا تیرا
سورۂ شمس کی تفسیر ہی چہرا تیرا
خود بخود ہی گل روے سبدی پا تیرا
جس جگہ عکس پڑے ای گل رعنا تیرا
عشق حصہ ہی مرا حسن ہی حصا تیرا
اور اب تو ہی بتا وصف لکھون کیا تیرا
تو وہ یوسف نہین جو مول ہو سستا تیرا
سر سے سودا نہ گیا زلف چلیپا تیرا

۱۹

تو جو تسلیم سے اُستاد کا شاگرد ہوا
ای وقار اس سے ہی اس ملک مین ڈنکا تیرا

۹

خواب مین پھر کوئی مکھڑا چاند سا دکھلا گیا
مین گیا پیچھے ترے دنیا سے ترا کیا گیا
بوسۂ کاکل جو مانگا تو کہا لو سر چڑھا
اُس کے پستان کو جو پکڑا مین نے تو وہ ہنس پڑا
اب ترے بیمار ہجران کی یہ حالت ہی صنم
بال کی رسّی ہی پھانسی کے لیے زلف دراز

جھٹ کے آیا آتش دل کو مرے بھڑکا گیا
جو نہ کہنا ہو وہ کہ جاتا ہی ہر آیا گیا
جب کہا کچھ اور مین نے بولے کیا اترا گیا
پھول پیچھے پایا پہلے پھل مرے ہاتھ آ گیا
سانس اِدھر آئی اُدھر اُس کا بدل نقشا گیا
جو ہوا گیسو کا عاشق اُسمین لٹکا یا گیا

نقل کرتا تھا مرے رونے کی ہنس ہنسکر وہ شوخ
ڈر دل سے گر گراہون مین تو وہ بدخو کہے
جب دکھایا آئینہ مین نے تو وہ تھرا گیا
ایسا چلاتا ہی کافر مغز میرا کھا گیا

۲۰
رات سنبل زار گیسو مین ہمارا دل وقار
ہوگیا ہم سے جدا قصہ مٹا جھگڑا گیا
۷

جانتا ہون مین خوب حال ترا
متحرک الف سے ہے ترا قد
سرو آزاد ای گل تر ہے
کار فرما ہے تصور سے
سارے عالم کے نقص ہین تجھ مین
دل مین کچھ ہے زبان پہ کچھ ہی
تو کہان ہے کدھر خیال ترا
نہین ممکن ہے اتصال ترا
سایۂ قد بے مثال ترا
ہجر مین بھی رہا وصال ترا
ہے بڑا سب سے یہ کمال ترا
حال کے ہی خلاف قال ترا

۲۱
اور محبوب ڈھونڈھ ورنہ وقار
تجکو کھاجائے گا ملال ترا
۸

امتحان جب کیا ہر چاہنے والا بھاگا
دل نہ تھامے سے تھما اور نہ روکے سے رکا
دل نے کی پہلو تہی لے گیا کم وٹرہ وہ شوخ
دیکھا جی بھر کے نہ دل کھول کے آنکھین سینکین
ناتوان کیا کوئی جھیلے جو کڑی دھوپ پڑے
ہان مگر ایک نہ جانباز تمھارا بھاگا
شب فرقت مین مجھے چھوڑ کے تنہا بھاگا
ہی یہ سچ اپنا جو کھسکا تو پرایا بھاگا
خواب مین بھی جو ملا یار تو ایسا بھاگا
آیا وہ حسن جوانی پہ تو سایا بھاگا

یاد آتے ہی ترے ساتھہ کا سونا ایجان
کیا قیامت تری رفتار کا ہی چال چلن

ہوگے بیتاب لحد سے مرا مردا بھاگا
فتنۂ حشر جسے دیکھکر اُلٹا بھاگا

۲۲

خوب تم نے بھی وقار آج بقول اُستاد
ہر جگہ ساتھہ نئے لطف کے باندھا بھاگا

۱۲

غم مرا آپ اگر کھائیے گا
ابھی غمخوارون ہین کہلائیے گا

یہ نہ امید تھی جب آئیے گا
غیر کو ساتھہ لگا لائیے گا

کس نے کی پنجہ مرجان کی جلا
مہندی ہاتھون پہ نہ ملوائیے گا

یہ نہ ہو وقت نکل جائے کہین
بات رہ جائے گی رہ جائیے گا

دل کو رکھیے گا کف رنگین پر
آگ پر پارے کو ٹھہرائیے گا

رات کے بوسون سے ہین نیلے گال
منھہ پہ یارون سے نہ کہوائیے گا

سوز فرقت سے سراپا میرا
شمع کی طرح نہ پگھلائیے گا

مہربان عرض کرون کل کے دن
چاند کی طرح نہ چھپ جائیے گا

گر گرا کھاؤ گے ورنہ صاحب
خاک گلیون مین نہ چھنوائیے گا

مول سے سود ہے پیارا مجکو
اپنا معشوق بھی بلوائیے گا

اب مین کہہ بیٹھون گا اینڈی بینڈی
بس زبان میری نہ کھلوائیے گا

دل یہ کہتا ہے کہ دیوان وقار
اپنا اب آپ بھی چھپوائیے گا

۲۳	ردیف بائے موحدہ	۷

مصرع اول	مصرع دوم
ہین شب غم دل وجگر بیتاب	رشک سیماب و برق ہر بیتاب
مضطرب جان ہی مگر بیتاب	ایک مین اور ادھر اُدھر بیتاب
سنگ مین تو نہو شرر بیتاب	میرے سینے مین دل ہی پر بیتاب
مضطرب حال صبح سے تا شام	شام سے دل ہی تا سحر بیتاب
کیا یہان ذکر مرغ بسمل کا	مجھ سے بڑھ کر ہی وہ مگر بیتاب
لکھون خط مین جو دل کی بے چینی	مثل بسمل ہو نامہ بر بیتاب

۲۴	مین ہون مضطر وقار بستر پر یا کہ پارہ ہے آگ پر بیتاب	۱۱

مصرع اول	مصرع دوم
ملا لب سے مرے ابتو ذرا لب	کہ آئی جان ہی سینے سے تا لب
نہین ہی یان ہوائے چشمۂ خضر	تمھارے ہین مجھے آب بقا لب
جدا وہ غیر سے اک روز ہوگا	کہ لازم ہی نفاق روح و قالب
لیے منہ مین ادھر صحت ادھر تھی	اگر ہین یار کے حب الشفا لب
نہو گا سینہ تاب اے یار سینہ	نہ لوٹین گے کبھی لب کا مزا لب
خموشی مین ملا گو ہر صدف کو	نہ پایا کچھ ہوئے جس وقت وا لب
ابھی مقراض سے پُرزے اُڑا دون	جو ہون حرف غرض سے آشنا لب
نہین ہی چشم خونی کا ترے خوف	مسیح عہد ہین معجز نما لب

فلک پر چار سو آئین کا غل ہو
جگہ ملتی نہین حرف طرب کو

ہلین میرے جو ہنگام دعا لب
غمون سے سینہ و دل ہین لبالب

٢٥

وقار اللہ دے آب گہر بھی
جو بخشے ہین صدف کے بے صدا لب

۵

منہ لگاتے ہی ترے ہی جام سے باہر شراب
گر نہ پی اے محتسب تو پی مگر یہ تو بتا
ہے تبرک ایک بھی ساقی کا ساغر ورنہ ہم
چوکھی سے چوکھا ہے ٹھرا دست ساقی کا مجھے

ہے کم ظرفی کے وہ کھلاتی ہے یہ جوہر شراب
ڈھائے گی کیا قلعہ اسلام چلّو بھر شراب
پینے جب بیٹھے تو پی اٹھے گھڑے بھر بھر شراب
ورنہ اعلی قسم کی بدتر سے ہے بدتر شراب

ہجر ساقی مین شکر کی ہو کہ قندی ہو وقار
مجکو کڑوی نیب کے پتون سے ہے بڑھکر شراب

٢٦

ردیف بائے فارسی

٨

رخ سے لٹ زلف کی ہٹائین آپ
پھر ہی ہم سے منہ چھپائین آپ
چاند سا منہ مجھے دکھائین آپ
ہم بھی جائین گے آج اور جگہ
ایسے شوشے نہ بیٹھ جائین گے
سو رہین یان خدا پہ کرکے نظر

تیرہ روز ون کی شب گھٹائین آپ
ٹھنڈی آنچون سے دل جلائین آپ
آگ دل کی مرے بجھائین آپ
گر نہین آتے ہین نہ آئین آپ
کوئی فقرہ نیا بنائین آپ
دل مین کچھ اور شک نہ لائین آپ

خوش نہین یہ زنانے نکتورے	ناک بھون غیر پر چڑھائین آپ

۲۷ — کوئی جاکر وقار سے کہدے
کوچۂ عشق مین نہ جائین آپ — ۹

ردیف تاے فوقانی

جب سے صبا نے سرو کو تیری سنائی بات	کہتا ہی کچھ نہ سنتا ہی اپنی پرائی بات
شیرین زبان ہین کتنے وہ فضل الٰہی سے	میٹھی لگی ہی کڑوی بھی گر لب پہ آئی بات
پس پس کے غم سے خون ہوا گو دلِ حنا	سرخی پاے یار کی ہرگز نہ پائی بات
اکبار بھی نہ کہہ سکا لکنت کی وجہ سے	سو بار گو کہ وصل کی ہونٹھون پہ آئی بات
نام خدا نہ جانتے تھے سات پانچ آپ	سب بول چال کی تمھین ہم نے سکھائی بات
مین نے کہا کچھ اُس سے تو غیرون نے کہہ دیا	کم سن تھا اس سے دل مین نہ اُسکے سمائی بات
بے اختیار رونے لگا منھ چھپا کے وہ	مرنے کی میرے بزم مین اُسکے جو آئی بات
اُس غنچہ لب کا کچھ یہ دہن تنگ سا ہی تنگ	سو بات گر کہی ہین تو اک کان آئی بات

۲۸ — کوتاہ تھی وقار یہ میری شبِ وصال
بس صبح ہو گئی کوئی ہونے نہ پائی بات — ۱۰

عیان قد سے ہین آثار قیامت	سراپا ہین وہ اسرار قیامت
نہین کھلتا نقاب روے دلدار	نہین ڈھہتی ہے دیوار قیامت
تمھاری زلف ہے دیوان محشر	تمھارا قد ہی سرکار قیامت

بہار کشتگان ہے قتل گہ مین
متاع عدل کی سوداگری ہو
وہ ترک آج آئے تو برسون مین آئے
ازل سے ہی ملاحت کا ترے عشق
ہجوم خلق ہی کوچہ مین اُس کے
تماشا ہی ترے مقتل کا جو دیکھے

پھلا پھولا ہے گلزار قیامت
کھلے جس وقت بازار قیامت
کہ ہی رفتار رفتار قیامت
قدیمی ہون نمک خوار قیامت
مگر ہی آج دربار قیامت
کرے منکر بھی اقرار قیامت

وقار اب تم لکھو یہ مصرع طرح
قیامت ہے عزادار قیامت

۲۹	ردیف تاے ہندی	۷

سن تمیز سے سوتا ہون ایک ہی کروٹ
شب فراق یہ دل کے کرب کی کھٹ کھٹ تھی
جو ساتھ سوتا تو ملزم تھا بخت برگشتہ
ضعیف غم مین ترے اس قدر ہوئی قوت
لپٹ کے سوئیگا وہ خط تو امان کی طرح
مین وہ نہین ہون کہ ہو دون اُسکی ہٹ پوری

دوئی سمجھتا ہون لینا مین دوسری کروٹ
نہ آئی نیند اُسے تا سحر کسی کروٹ
نہین ہی شکوہ اگر اُس نے پھیر لی کروٹ
ہوا اُدھر کا جدھر میری پھیر دی کروٹ
مرا زمانہ اگر لے گیا کبھی کروٹ
پھر اُے جدھر سے سلاؤن اُسے اُسی کروٹ

۳۰	وقار اور بھی پہلو ہی رات تھوڑی ہی نہ رکھو شاہد معنی کو تم اسی کروٹ	۵

ردیف ثاے مثلثہ

وصل کا آپ نے پہلے کیا اقرار عبث	بعد اقرار کے ای یار ہی انکار عبث
کیا نہ تھا پھیلنے کو سبزۂ عارض کافی	رکھا زخمون پہ مرے مرہم زنگار عبث
خلق بے موت موئی ابرو و مژگان پہ ترے	ہاتھ مین لی ہی چھری باندھی ہی تلوار عبث
پیشتر ہی پیس چکی چشم کی تیرے گردش	اب مجھے روندتی ہی شوخی رفتار عبث

۳۱	کیا پڑی ایسی کسی کو جو سُنے کوئی وقار طوق کا شور عبث بیڑی کی جھنکار عبث	۵

ردیف جیم تازی

حسن و آن سے صاف مجھ سے ہوا یار کا مزاج	بگڑا ہوا ہی چرخ ستمگار کا مزاج
سرمہ کیا جو ترک مکدر ہوئی وہ چشم	پرہیز سے بگڑ گیا بیمار کا مزاج
کاوش طلب جو پائے مرے پا کے آبلے	ملتا نہین ہی دشت مین ہر خار کا مزاج
ای یار یاد رکھ کہ نہین دل مین تاب ضبط	ہی فرض پوچھنا مجھے اغیار کا مزاج

۳۲	اپنے مزاج خوش کی سناؤ نوید تم پوچھو وقار سے نہ گنہگار کا مزاج	۵

ردیف جیم فارسی

بیکار محض قتل مین تیرا ہی یار سوچ	سر افگنون کو ہو نہ دم کار زار سوچ
نکلے نہ کام رونے سے اب ای دل حزین	ہم نے کہا تھا پہلے ہی انجام کار سوچ

اُبھا اگر ہی وہ گُل تر خار خشک سے
ہوگا وہی جو ہونا لکھا ہی نصیب مین

ای دل شتاب تو بھی کوئی گلعذار سوچ
بفائدہ ہی کوئی کرے اب ہزار سوچ

۴۳

خامہ اُٹھایا اور غزل لکھدی ای وقار
ہم کو نہین پسند ہی یہ بار بار سوچ

قشقہ پیشانی پہ تو ای بت بے پیر نہ کھینچ
دل بیتاب کی تسکین تو ہونے دے ذرا
صدمہ پہونچے نہ کلائی کو کہین او قاتل
آتش رشک سے جلجائیگا پروانہ ابھی
کھینچ گردن مین نہ بیمار کی بھاری زنجیر
دور کھنچنا ہی تو عشاق سے کھینچ ای مانی
تنگ تیز نہ ہو جب کھینچے ابروای ترک

یک قلم خط ستم پر خط تقدیر نہ کھینچ
میرے پہلو سے کماندار ابھی تیر نہ کھینچ
دست نازک ہی ترا زور سے شمشیر نہ کھینچ
بزم مین منہ سے زبان شمع کی گلگیر نہ کھینچ
نرگسی چشم مین تو سرمہ کی تحریر نہ کھینچ
ورنہ بے چو چلے اُس شوخ کی تصویر نہ کھینچ
اس کمان مین تو خدا کے لیے یہ تیر نہ کھینچ

۴۴

جل نہ جائین کہین خرگاہ سماوات وقار
آہ پُرسوز خدارا دم تقریر نہ کھینچ

ردیف حاے حطی

ساقی شتاب دے مجھے جام شراب صبح
ہی تجھ سے زندگی مری ای آفتاب رو
پائے کوئی حسین نہ آگے ترے فروغ

گردش مین آگیا قدح آفتاب صبح
خورشید کے وجود سے ہی آب وتاب صبح
چمکے نہ پیش مہر کبھی ماہتاب صبح

تنویر آفتاب کی داغ جگر مین ہی
ہی صبح خندہ چاک گریبان جواب صبح

اُس صبح رخ کو شام کے پردے مین دیکھکر
کی اصطلاح زلف کی ہم نے نقاب صبح

موے بدن سفید ہوے چونک آنکھ کھول
اچھا نہین ہی ای دل بیہوش خواب صبح

آئینے مین نہ چوم رُخ پر عرق کا عکس
ای مایۂ حیات ہی ممنوع آب صبح

۳۵

سچ ہی **وقار** حضرت کشفی کا یہ سخن
چون گل شگفت غنچۂ دل از سحاب صبح

۱۶

کسی کا ہی مجھ پر عتاب اس طرح
خدا کا نہوگا عذاب اس طرح

کبھی ساتھ نالے کے روئین جو ہم
نہ گرجے نہ برسے سحاب اس طرح

ہوا نے تمھارے کیا گرد باد
ہوئی میری مٹی خراب اس طرح

گل تر کا تختہ ہر ایک صفحہ ہو
بھرون وصف رخ سی کتاب اس طرح

تکلف کو تکلیف بس دے چکے
ستم وصل مین ہی حجاب اس طرح

کمر بال سے پتلی بل کھائے گی
نہ دو موے گیسو کو تاب اس طرح

شب وصل چونکے نہ تا صبح ہم
سر شام سے آیا خواب اس طرح

مژہ سے ٹپکتے رہین اشک شور
کرون اپنے دل کو کباب اس طرح

پڑی چھپٹ خون کی نہ جلاد پر
رہا ضبط مین اضطراب اس طرح

اگر دیکھتا داغ دل کے مرے
چمکتا نہ پھر آفتاب اس طرح

جو تیرے پسینے مین نکہت ہی یار
نہ خوشبو ہو عطر گلاب اس طرح

مجال آئینے کی جو ہو روبرو
چڑھا اُس کے منہ پر نقاب اس طرح

لنڈھے ساغر عمر گردن ڈھلے
پلا آج ساقی شراب اس طرح

لکھا زلف کو روز عارض کو شب
ہوا عقل کا انقلاب اس طرح

قمر تیرے جالی کا شبکہ تھا شب
ہوا رخ سے روشن نقاب اس طرح

۳۶

کہو آج حضرت سے چل کر وقار
کہ لکھتے ہیں صاحب جواب اس طرح

۱۲

ناتوان عشق کمر میں ہی بدن مو کی طرح
یاد گیسو میں پریشان ہوئے گیسو کی طرح

رنگ و بو گل میں نہیں ہی ترے عارض کا سا
پیچ و خم سرو میں کب ہی قد دلجو کی طرح

کیا کسی کا کل مشکین کا بسا ہی جلوہ
آنکھ جو کھلتی نہیں نافۂ آہو کی طرح

ہمسری تجھسے کرے جو سہی بالا ای گل
پا بگل اشک سے ہو سرو لب جو کی طرح

تیر میں نوک نہیں ہی ترے مژگان کی سی
تیغ میں بھی خم و برش نہیں ابرو کی طرح

ای خدا جس نے کہ اُس حور کا سر گوندھا ہے
چاک سینہ ہو مگر شانۂ گیسو کی طرح

باز اگر دیکھے کماندازی چشم قاتل
سہم کر گر پڑے شاہین ترازو کی طرح

یار کے چشم سخن گو کی یہ موزونی ہے
ہیں چھیدے دل میں مژہ تیر ترازو کی طرح

تیغ بھی اُن کے منہ پہ کبھی رک جاتی ہی
سخت دل وہ بھی نہیں آئینے رو کی طرح

جب میں کرتا ہوں رقم وصف ترے بالوں کا
سطر پیچیدہ نظر آتی ہی گیسو کی طرح

تول کر باز نظر میں تری چشم خون ریز
گر گیا خاک پہ شاہین ترازو کی طرح

۳۷	چمن دہر مین ہر کون رسا مجھ سے وقار دی وماغون مین گل اندامون نے جا بو کی طرح	۵

ردیف خاء

روئے سے کیون نہو مژہ اشکبار سُرخ	ہوتی ہی بیشتر رگ ابر بہار سُرخ
گیسو گرے گا رتبہ سے چھڑ کو نہ تم گلال	مارسیہ زیادہ نہو زہر وار سُرخ
رویا جو یاد کر کے ترے رخ کو دشت مین	گل سے بھی بڑھ کے ہو گیا ہر ایک خار سُرخ
سرخی چشم دوست ورخ ولب سے یار کے	تو لاجو گل کا رنگ تو کم نکلا چار سُرخ

۳۸	نیرنگیان وقار یہ ہین حسن وعشق کی چہرہ ہمارا زرد ہی اور روے یار سُرخ	۸

ردیف دال مہملہ

خیال یار مین ہی چشم تر بند	نگر ہی چاہ مین یوسف نظر بند
بلا ہی خال روے یار کیو نکر	نہ رکھون زاغ کے آگے جگر بند
نہین سنتا ہی وہ نالے ہمارے	دعا کا ہو گیا باب اثر بند
ہوا مکتوب جب اُس کو لکھا خط	ہزارون ہم نے جوڑے بند پر بند
جو ہوگا بند در پھاندون گا دیوار	ترا گھر ہی نہین ہی حصن در بند
یہ کیا اسرار ہی کہتا ہی قاصد	لفافہ بیشتر لکھنے سے کر بند
مچا غل ہی پچھلے سے شب وصل	زبان کرتا نہین مرغ سحر بند

۳۹	وقار اس مین تڑپ دل کی لکھی ہی نہین ہی خط مگر ہی مرغ پر بند	۱۲

اس وجہ سے ہوا ہن دلستان پسند
ہون نام بے نشانی کا ہی لامکان پسند

عاشق پسند تو ہی قمر آسمان پسند
سچ ہی کہ اپنی اپنی ہی ایجان جان پسند

یکرنگی کو نہین ہی مرے این وآن پسند
ہی خار وگل پسند بہار وخزان پسند

سودا اسے زلف یار نے کافر کیا مجھے
سارے جہان سے ہی مجھے ہندوستان پسند

ناز اُس کا ہی چلن تو نیاز اپنا ہی طریق
وہ ہی وہان پسند تو یہ ہے یہان پسند

داخل کرون نہ ہیچمدانون مین آپ کو
کیون وہ کمر پسند ہو کیون وہ دہان پسند

سہل الحصول گر کوئی گل ہی تو خار ہی
واقع ہوئی ہی اپنی طبیعت گران پسند

چاٹا نہ خون حیات مین خنجر نے یار کے
سگ نے بھی بعد مرگ نہ کین ہڈیان پسند

ہر وقت پیش یار مرا بول بالا ہے
نغمہ مرا پسند ہی میری فغان پسند

کرتا ہی آسمان نئی چالون سے پائمال
آتی نہین ہین ہم کو یہ اٹھکھیلیان پسند

شوخی و ناز و عشوہ و غمزہ کا ذکر کیا
جھڑکی تری پسند تری گالیان پسند

۴۰	اب شاعران حال مین اُس شوخ کو وقار میری زبان پسند ہی میرا بیان پسند	۵

ردیف دال ہندی

تمھین اپنی صورت پہ اتنا گھمنڈ
خدا کو نہین خوش کسی کا گھمنڈ

یہ اک چھاؤن ہی چلتی پھرتی ہوئی		پھر اس دولت حسن پر کیا گھمنڈ
ترا زلف و گیسو پر غرہ اغلط		ترا چشم و عارض پہ بیجا گھمنڈ
سمجھ حسن عارض کو تو عارضی		نہ کر عارضی پر خدارا گھمنڈ

۴۱	تکبر خدا کو ہے لائق وقار اُسی کو سزاوار و زیبا گھمنڈ	۵

ردیف ذال معجمہ

برائے نام تو دیکھے ہزار کے تعویذ		نہ دیکھے ایسے کہ جیسے ہین یار کے تعویذ
پس وفات بھی آفت ہی کچھ نہ کچھ تہ خاک		کھُلا یہ راز جو دیکھے مزار کے تعویذ
چمک نے عقد ثریا کی یاد دلوائی		شب الم مین ثریا نثار کے تعویذ
پلایا دھوکے نہ تعویذ اُس کی ہیکل کا		تپ فراق مین گھولے بخار کے تعویذ

۴۲	یہ خوب نقش ہے اغیار و یار کے دل پر کہ دونون چلتے ہوے ہین وقار کے تعویذ	۲

ردیف راے مہملہ

غیرت گلزار ہی چاک گریبان کی بہار		کوچۂ زخم جگر مین ہی خیابان کی بہار
تیغ میرے قتل کو موج تبسم بن گئی		چاک دل کو کر گئی لب ہاے خندان کی بہار
غنچہ و گل سنبل و ریحان یہ لاتی ہی بہار		عارض و خط و دہان و زلف پیچان کی بہار
شمع کا ہوتا نہین فانوس مین شعلہ نہان		کس طرح زائل ہو خطِ روے تابان کی بہار

لعل پیکانی نہین لیتے ہین وہ کوڑی کے مول عشق پیچان کے کھلائے پھول آب تیغ نے		خون عاشق سے ہوئی یہ اُن پیکان کی بہار کب رگون پر جسم کے ہی زخم خندان کی بہار
۴۳	وہ گل مضمون کھلے ہین وصف مین اگ حور کے باغ جنت سے **وقار** افزون ہی دیوان کی بہار	؍؍
جبکہ گھونسا سا لگا چھاتی پہ جوڑا دیکھکر ختم ہی عالم فریبی حسن پر تیرے صنم میرے ہوتے غیر کو گردن نہ مارو جانمن توڑتا تھا دم کوئی پائون کی کوئی ہڑیان بیت موزون مین نے لکھی ابرون کی یاد مین دل کو پھر ہی جنس الفت کی خریداری کا شوق موتیون گوندھی وہ چوٹی کہکشان لو یاد ہے تھرتھرائی شمع ساق روے جانان کے حضور کیا نئی سوجھی ہی جلتی آگ پر سیماب کی گر شب فرقت کا غم گاہے نشاط روز وصل		کیا سمیٹون گا مین اُن بالون کو بکھرا دیکھکر گل کا بدلا رنگ بلبل کو غش آیا دیکھکر حرف الفت یہ سمجھے اپنا پرایا دیکھکر سیمبر کے ہاتھ مین سونے کا توڑا دیکھکر مصرع برجستہ سوجھا قد بالا دیکھکر حسن کو آفت گری مین کار فرما دیکھکر یاد جھومر ہو مجھے عقد ثریا دیکھکر غش ہوا پروانہ عارض کا تجلا دیکھکر عارض گلرنگ پر اُس کے پسینا دیکھکر عقل حیران ہی مری نیرنگ دنیا دیکھکر
۴۴	رہ گیا پاس ادب سے اُٹھ کے ہاتھ اپنا **وقار** ورنہ تھا کچھ اور دل مین اُس کو تنہا دیکھکر	؍؍
آیا جو رات یار ہمارے پلنگ پر		تا صبح موے زلف سنوارے پلنگ پر

ای جان ہم ہون گور کنارے پلنگ پر
بیٹھا بھی پاس وہ تو سمٹے ہوئے بدن
دامن مین لاغری کے چھپا تھا ملا نہ مین
اُس سے کہا کہ آج نہین سو رہو کہین
گردش مین ہین یہ میرے ستارے کہ آپکے
گر تم نہین ہو پاس تو ای مایۂ حیات
کب خوش چشم مین نہین پائی کمر کمر
اُڑتے وہان پلنگ پر افشان کے ذرے ہین
رہتی ہی ضد یار کہ رہتی ہی اپنی ہٹ

تن تن کے غیر بیٹھین تمہارے پلنگ پر
لیٹا نہ کھل کے شرم کے مارے پلنگ پر
ہر چند ڈھونڈھا مرگ نے سارے پلنگ پر
کیا گون ہی ہم جو سوئین تمہارے پلنگ پر
افشان کے ذرے اُڑتے ہین پیارے پلنگ پر
پھبتی جنازے کی ہی ہمارے پلنگ پر
کب چھوٹتے نہین ہین ہزارے پلنگ پر
آ ہو گئے ہین یہان بھی شرارے پلنگ پر
ہوتے ہین آج وارے نیارے پلنگ پر

۹	کس دن نگاہ دامن گلچین نہین وقار کس شب نہین ہین رخ کے نظارے پلنگ پر	۴۵

لب رنگین کی باتین ہین بجا لعل بدخشان پر
جبین سے چھٹ کے افشان جب گری خسار تاباں پر
تمہارے قید گیسو سے موئے پر بھی نہ چھوٹے ہم
رخ و ابرو و خال و زلف کا مضمون جب ڈھونڈھا
نہ سمجھا ذرہ ذرہ مین اصلا فرق عزرائیل
یقین ہی کہ فتنہ رفتہ شہر بس جائیگا ای صاحب

حنائی دست کی ہی دست برد مرجان پر
کہی دھاوے کی پھبتی جگنوؤن کی مہر تابان پر
بسیرا طائر جان نے کیا دیوار زندان پر
نظر سے پچ ہی نو سنبلہ خورشید کیوان پر
نوازش اس قدر کی ناتوانی نے مرجان پر
کمر سودائیون نے خط کے باندھی ہی بیابان پر

نہ پائی آبداری بوند بھر بھی دُرِ غلطان نے
انھین کیا فکر ہیرے داغہاے دل کے مرہم کی

اگر غصہ سے کر کر دانت پیسے اُس کے دندان پر
چڑھاتا چادرِ گل کون ہی گورِ غریبان پر

۴۶

وقار اصلاح میرے حال کی تسلیم کرتے ہین
سدا اچھا یا رہا ابر سیہ میرے گلستان پر

دوڑتا ہی دل مرا یون سوے زلفِ یار پر
جلوۂ تعویذون کا یون ہی زلفِ عنبر بار پر
دقت گریہ چاہیے رومال مژگان پر مرے
یہ رچا ہی زہر رگ رگ مین تمھاری زلف کا
پنکھڑی اک بکھرے مار کر پر عندلیب
نقشت پر آئینہ کے تصویر طوطی دیکھ کر
دیکھ کر وہ گورے گورے سینہ پر بھٹنی سیاہ

جسطرح چڑھتا ہی نٹ پنڈیا کے کچے تار پر
طائرون کا غول اُڑتا جسطرح ہو مار پر
ڈالتے ہین برچھی برسات مین دیوار پر
کاٹتے ہی چھالا پڑ جاے زبان مار پر
لاف ہمرنگی جو مارے گل ترے رخسار پر
سبزہ کا کھایا ہی دھوکا یار کے رخسار پر
ہنس کے کہتے ہین کھلا سوسن کا غنچہ نار پر

۴۷

کون ہی جس نے مرا لوہا نہین مانا وقار
سر مین کاٹون گا کسی کے خنجر خونخوار پر

آج بیٹھے ہین وہ پہلو مین سنبھالے خنجر
ہاتھ مین رہتا ہی ہر وقت جو اُس گلرو کے
بل بے جوش ہوس اللہ ری اُلفت کا شوق
خوف کیا ہی نظرِ ابرو و مژگان کا رہے

حیف ہی دل کے نہ ارمان نکالے خنجر
دیکھیے اور نہ کچھ شاخ نکالے خنجر
چاہتا دل ہی کہ سینے مین چھپا لے خنجر
ہم تو کھایا کیے ہین برچھیان بھالے خنجر

گر گلے سے بلے شمشیر تری ای قاتل رگ و پے جسم کی میرے کوئی باقی نہ رہے		دل بیتاب بھی آنکھوں سے اٹھالے خنجر دل کے اچھی طرح تو توڑ لے چھالے خنجر
۴۸	آسمان کو یہ ہی ضد قتل اگر چاہوں وقار دست قاتل ہیں ہنیں روئی کے گالے خنجر	۵

ردیف رائے ہندی

ای ترک روز روز کا جھوٹا بہانہ چھوڑ گلچین کے ساتھ ساتھ ہی صیاد بلبلو قسمت کا جو لکھا ہی وہ گھر بیٹھے آئیگا قارون تو لے گیا مگر اس عہد کے بخیل		ورنہ مرے گلے کا تو تسمہ لگا نہ چھوڑ بگڑی ہوئے باغ ہی دو آشیانہ چھوڑ چکی کی طرح دے تو کوئی فکر دانہ چھوڑ جائیں گے اپنا اپنا یہیں سب خزانہ چھوڑ
۴۹	یہ اچھی شکل والے بُرے ہیں نہ مل وقار مختار تو ہی کہ چلکے ہم چھوڑ یا نہ چھوڑ	۶

ردیف زائے معجمہ

ایجاد کیے اُس نے وہ انداز پر انداز رخنہ سے در انداز کے ہیں رَوزن در بند پھونکا ہی مجھے گرمی رفتار نے کس کی سو بار چڑھے چرخ پہ ہاروتی سے زہرہ تاکا تری مژگان نے جسے دور سے مارا		اُستاد بھی فتنہ کا ہو شاگرد ہر انداز گھر کی خبر اب تک نہیں او خانہ بر انداز جو چلنے ہیں میرا ہی برنگ شرر انداز تیرا سا نہ پائے گی کبھی فتنہ گر انداز ایسا نظر آتا نہیں کوئی قدر انداز

۵	مژگان ہی چھری تیر نظر نیزہ ہی قامت ابرو ہی وقار اُس کی مگر تیغ سر انداز	۵

ردیف سین مہملہ

پھٹ پڑی ہی بہار اب کی برس	مست ہین بادہ خوار اب کی برس
ہی بلا کی طرح خیال زلف	میرے سر پر سوار اب کی برس
برق سمجھے رہے کہ ہی خود سر	نالۂ شعلہ بار اب کی برس
آتے ہین بیڑیان بنانے کو	چار سو سے لو ہار اب کی برس

۵۱	اس کا ہوگا فسانہ اگلے سال یہ جو کچھ ہی وقار اب کی برس	۹

ردیف شین معجمہ

درد کو کیسر مرے سر کی تلاش	اور سر کو ہی تو پتھر کی تلاش
حسبت وجو مجکو شراب ناب کی	شیخ کو ہی آب کوثر کی تلاش
بس ہی اک تیر ترازو آپ کا	طائر جان کو ہے شہپر کی تلاش
یاد مژگان مین چھری کی جستجو	یاد ابرو مین ہے خنجر کی تلاش
خاک کوے یار پر دل لوٹ ہی	کون ہی جس کو ہی بستر کی تلاش
جز کفن پایا فرشتون نے نہ خاک	گو بہت کی جسم لاغر کی تلاش
کوچۂ جانان مین دل پہونچائے گا	ہم نہین کرنے کے رہبر کی تلاش

مست یاد چشم ساقی نے کیا		حسبت و جومی کی نہ ساغر کی تلاش
۵۲	وصف گیسو خط مین لکھا ہی وقار مجکو ہے کالے کبوتر کی تلاش	۵

ردیف صاد مہملہ

مین آشناے آز نہ مین مبتلاے حرص		باندھے ہین توڑ توڑ کے دامن مین پاے حرص
قارون کی مرگ سے یہ معما ہوا ہی حل		جی لے کے جائیگا مرض لا دواے حرص
موقوف زلف پھانسا کرے نہین ابھی		کالی بلا کے سر پہ چڑھی ہی بلاے حرص
زاغ کمان کو تیر کا ہرگز نہین ہی سہم		بے کھٹکے چین کرتے ہین نا آشناے حرص
۵۳	زر گر گیا تو چاک جگر گل کا ہوگیا المختصر وقار یہ ہے انتہاے حرص	۷

ردیف ضاد معجمہ

ہی عاشقون کو وادی پرخار سے غرض		ہرگز نہین ہی خلد کے گلزار سے غرض
وحشت پسند کو ترے مطلب ہی دشت سے		رکھتا ہی گھر سے کام نہ بازار سے غرض
بے کھٹکے آؤ جاؤ اندھیرے اُجالے مین		کیا غیر کی ہی آپ کو گفتار سے غرض
زنار و سبحہ کو مین سمجھتا ہون ہیچ و پوچ		اُلٹی نہین ہی کافر و دیندار سے غرض
سنبل پر آنکھ پڑتی نہین ہی نہ سرو پر		ہی تیرے قد و کاکل خمدار سے غرض
مسجد الگ بنائین گے ہم ڈیڑھ اینٹ کی		رکھین گے یار اپنے سروکار سے غرض

۵۴

عاشق ہون جب سے ابروے خمدار پر وقار
رگ رگ گلے کی رکھتی ہی تلوار سے غرض

جو بنون پر ہی تری یار بہار عارض
سایہ چین ابر سیہ زلف رسا کا تیرے
نیل گیسو تری بھائی ہی سیہ بختی کو
خال سرمہ کا نہ پہونچائیگا کیا کیا صدمہ
جلوۂ طور سے روپوش ہوا نظارہ
ماہ مین تیرے جبین کی خنکی کا جلوہ

ماہ قربان ہی خورشید نثار عارض
طور کی شمع بھی ہی آئنہ دار عارض
طبع روشن کو پسند آیا نہار عارض
دیکھ ای جان جہان رنگ ہی بار عارض
خاک پھر آنکھ ہو موسی کی دوچار عارض
مہر محشر مین ہی کچھ رنگ بخار عارض

معتبر سادہ ورق لکھنے سے ہوتا ہی وقار
خط نوخیز ہوا وجہ وقار عارض

ردیف طاے مطبقہ

خون قاصد سے گو کہ لکھا خط
کوئی دنیا مین پڑھ نہین سکتا
جب کہ لکھکر زمین پر پھینکا
فقرہ کس کا چلا نہ کوئی لفظ
غیر کے نام کا لکھا تیرا
بار غم کے جو لکھے تھے مضمون

آیا تو ترک بیوفا کا خط
خط تقدیر سے ہے ہمارا خط
مرغ بسمل کی طرح تڑپا خط
اُس نے لکھوا کے ایسا بھیجا خط
سر رہ آج ہم نے پایا خط
نامہ بر سے اُٹھا نہ میرا خط

۵۶	شکر خالق کے مین کرون سجدے اے وقار اُن کا آج آیا خط	۹

کیون نہ اچھا ہو دلربا کا خط — ہی لکھا دست کبریا کا خط
ہو گیا دیکھکر مجھے سودا — اُس پری کا تھا کس بلا کا خط
بولے پڑھکر لفافہ کو میرے — یہ نہین میرے آشنا کا خط
لاجوردی ہی صاد پر ہالہ — چشم مین کب ہی توتیا کا خط
مانگ گر خط استوا ہے تری — مہ و خورشید گفش پا کا خط
سخت کافر ہی وہ بت عیار — نہ پڑھے بندۂ خدا کا خط
عجز و منت کو پڑھ کے بولے وہ — نہین آتا ہی خوش ریا کا خط
وہ منڈاتے نہین خط عارض — ہین مٹاتے مگر خدا کا خط

۵۷	کیون تڑپتے ہو تم وقار اُٹھو لو مبارک ہو دلربا کا خط	۷

ردیف ظائے منقوطہ

نہ میزبان ہی یہان خوش نہ میہمان محظوظ — مگر ہی ظلم رسانی سے آسمان محظوظ
شبانہ روز مچاتے ہین غل معاذ اللہ — نہ طوق شاد ہی مجھ سے نہ بیڑیان محظوظ
یہ رچ گئی مری رگ رگ مین تلخکامی ہجر — ہوا نہ کھا کے سگ یار ہڈیان محظوظ
ہوا یہ بگڑی ہی ان وزون ملک معنی کی — نہ نکتہ ور کوئی خوش ہی نہ نکتہ دان محظوظ

ہووے وہ سُن کے مرے غم کی داستان محظوظ نہ کوئی شاد یہان ہے نہ ہے وہان محظوظ		مین چھوٹے منہ سے کہون کیا بڑائی خالق کی یہان ہے رنج معیشت وہان ہے درد گناہ
۵	ترے کرم سے ہزارون وقار ہین شادان تو رہیو فضل الٰہی سے جاودان محظوظ	۵۸

ردیف عین مہملہ

بخت سیاہ گُل کرے کُل ایک بار شمع چربی سے میرے ڈھالتے ہین غمگسار شمع لیکر چراغ خلق مین ڈھونڈھے ہزار شمع سورج کے آگے جلتی نہین زینہار شمع		روشن بھی میری قبر پہ گر ہون ہزار شمع جلنا تھا جو نصیب مین مرنے کے بعد بھی ہرگز نہ پائے گی ترے رخ کی سی روشنی کیا ہو کسی حسین کو ترے روبرو فروغ
۵	دو پھول بھی وقار چڑھائے نہ ایک بار پھر لائے خاک قبر پہ وہ گلعذار شمع	۵۹

ردیف غین منقوطہ

کیون نہو مجھ رند کا عرش معلّیٰ پر دماغ باغبان کا موسم گل مین ملے کیونکر دماغ شور سے خالی نہ کر ای بلبل مضطر دماغ گاو ریش اکثر ہوے ہو کیسگی سے خر دماغ		بادۂ الفت نے ساقی کے کیا ہے تر دماغ پتی پتی پر ہے جلوہ گلشن فردوس کا ہم نہ کہتے تھے بھرا ہے میل گل کے کان مین سرکشی کرتے ہین مثل نخل بے بر خشک دست
	زور زر ہے فضل رب ہی ساتھ اپنے ای وقار	

۶۰	ہم سے کر سکتے نہین کوئی پری پیکر دماغ	۵

ردیف فا

میل دل کا جو ہوا اُس قد بالا کی طرف
آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھا کبھی طوبیٰ کی طرف

ہی یہی لطف کہ صحبت رہے مجنسون مین
ہم ہون یوسف کی طرف تم ہو زلیخا کی طرف

چھوڑ کر الفت رخ زلف سے سودا کیجیے
دل مین ہی جا بیٹے کعبہ سے کلیسا کی طرف

شہر مین جی نہین لگتا ہی اب او وحشت دل
کھینچکر تو مجھے لے چل کسی صحرا کی طرف

۶۱	کاوش اس مرتبہ ہی خار بیابان کو وقار گرم پڑتی ہی نظر آبلۂ پا کی طرف	۵

ردیف قاف

ہم تو کرنے کے نہین سبحہ و زنار مین فرق
اک ذرا سا بھی تو دونون کے نہین تار مین فرق

کار فرما کی وہ محتاج یہ خود کار گزار
اتنا ہی ابرو و شمشیر ستمگار مین فرق

کس طرح یار تجھے دون مین پری سے تشبیہ
ہی بہت سے بھی بہت تو مین اور نار مین فرق

کیون سمجھتا وہ رقیبون کے برابر مجھکو
کچھ بھی آتا جو نظر اسکو گل و خار مین فرق

۶۲	اس قدر طرز یہ اُستاد کے کر مشق وقار نام کو ہی رہے شاگردی کا اشعار مین فرق	۳

ردیف کاف

لب بھی آنے نہین دیتا ہی وہ کافر لب تک
پہونچا ہو گیا معلوم مجھے مطلب تک

کہتے ہو آنے کو کل صبح کو آؤ گے ضرور / آج جینے کی علامت نہیں میری شب تک

سیب سونگھا ہوا افعی کا بُرا ہوتا ہے / زلف آنے نہ دو ای جان جہان غبغب تک

اگر جلا دے مرے مردے کو تو عیسی کی طرح / شہرہ ہو جائے ابھی شرق سے لے مغرب تک

ایک دن زیر کروں گا میں زبردستی سے / پیش جائیگا ترا یار بہانہ کب تک

جبکہ تہذیب سے سگ کو بھی ادب کہتا نہیں / نسبت غیر بھلا تو مرے آتا لب تک

۶۳	ایک دو شعر بھی ہر روز جو ہم کہتے وقار کئی دیوان چھپے ہوتے ہمارے اب تک	۵

ردیف کاف فارسی

جسم اُسکا ہے صفائی میں صنع خدا کا رنگ / کس طرح دست و پا پہ جمے گا حنا کا رنگ

اپنے ہی موے جسم پہ دھوکا ہے سانپ کا / آنکھوں میں چھا رہا ہے جو زلف دوتا کا رنگ

ہے دل میں آشیانہ یہاں سے اُٹھائیے / بگڑا ہے باغ دہر کی اب تو ہوا کا رنگ

سر اپنا اپنے ہاتھ سے کاٹا زمانے نے / لایا گلال ابر و پراں کے بلا کا رنگ

۶۴	نقشا مرا جو باغ سخن میں جما وقار اُکھڑی ہوا نسیم کی بگڑا صبا کا رنگ	۶

ردیف لام

میں نہیں کہتا چڑھاؤ قبر پر نرگس کے پھول / لیکن اپنے ہاتھ سے تم چاہو صاحب جس کے پھول

عکس پڑ جائے اگر تیرے سنہرے رنگ کا / پھول سونے کے بنیں جو ہیں چمن میں مس کے پھول

غیر سے ہنس کر رولاتے ہو ہمیں
خرمن ہستی کے پھر پیچھے پڑے
ہر مہ ہو جاتے ہین پس پس کر گہر

قہر کرتے ہو ستم ڈھاتے ہو تم
بجلیان پھر آج چمکاتے ہو تم
جب چمک دندان کی دکھلاتے ہو تم

۶۶ — بات آہستہ بھی گر کہیے وقار
تو وہ کہتا ہے کہ چلاتے ہو تم — ۱۰

جب شب ہجران مین سو جاتے ہین ہم
اپنے نازک دل سے دب جاتے ہین ہم
دل کے دم پر جبکہ چڑھ جاتے ہین ہم
پھول سے عارض کی ہے دل مین ہوا
دیکھتے ہین جب کبھی کنڈھی چڑھی
خاکساری سے رہ احباب مین
لے اڑی ہے زلف پیچان کی ہوا
دیکھکر اُس گل کو بوے غنچہ سان
جانتے ہین وہ نہ آئے گا مگر

لے گئے اُن کا نام بر آتے ہین ہم
ورنہ خاطر مین کسے لاتے ہین ہم
پھر جو کہتا ہے بجا لاتے ہین ہم
پھر ہوا گلزار کی کھاتے ہین ہم
در سے اُس کے سر کو ٹکراتے ہین ہم
نقش پا کی طرح مٹ جاتے ہین ہم
سنبلستان کی طرف جاتے ہین ہم
اپنے جامے سے نکل جاتے ہین ہم
رات دن قاصد کو دوڑاتے ہین ہم

۶۷ — پاس سے جاتا ہے جب وہ اے وقار
ہوش مین پھر و ن نہین آتے ہین ہم — ۲

ردیف نون

نقاب اپنے رخ تاباں سے جسدم وہ اُلٹتے ہین — سمجھکر شمع روشن منھ کو پروانے لپٹتے ہین
تکلف برطرف ای جان عالم اب یہ زیبا ہی — حیا کو تم سمجھ لو اور حرو سے ہم سمٹتے ہین
نہین معلوم سر پر کس کے یہ نازل بلا ہوگی — کبھی کرتے ہین کنگھی اور کبھی بالونکو بٹتے ہین
بیان کیا کیجیے اُن کے شب گیسو کی تاریکی — اکڑ ٹی کرتے ہوے جس کے جگر شانونکے پھٹتے ہین
وصال و ہجر مین اُس غیرت خورشید کے دن رات — مہ نو کی روش بڑھتے ہین شکل بدر گھٹتے ہین

٥	**وقار** از بسکہ ہین خوش ربط مضمون وصل جانان کے ورق دیوان کے وصلی کی طرح باہم چمٹتے ہین	٦٨

چشم بد دور وہ ہین آپ کی خوشتر آنکھین — کسی محبوب کی اُنسے نہین بڑھکر آنکھین
لطف فرمائے گا یہ توتیا خاک پا کا — ای صنم ہین ترے عاشق کی مکدر آنکھین
آنکھ پھوٹے جو کسی کی بھی طرف دیکھا ہو — سرخ بے فائدہ کین آپ نے رو کر آنکھین
کہکشاں مانگ ہی رخ مہر ہلال ابرو ہی — خال مریخ جبین بدر ہے اختر آنکھین

١٢	گوش گل غنچہ دہن زلف بنفشہ ہے **وقار** رشک شمشاد ہی قد نرگس عبہر آنکھین	٦٩

دل ہمارا صنم ستاتے ہین — سخت کافر ہین کعبہ ڈھاتے ہین
شعلہ خود دل مرا جلاتے ہین — آتش مہر کو بجھاتے ہین
وہ کڑے سے کڑا بجاتے ہین — فتنہ سوتا ہوا جگاتے ہین
دیکھکر توڑ اُن کے تیرون کا — ہم بھی نالے کو آزماتے ہین

پہن کر ہم قبائے عریانی
دل لگانے کی یہ سزا پائی
باندھنے کو گلے ہزارون کے
تو وہ صیاد ہے کہ طائر جان
اک گل تر کی یاد مین نالے
نالۂ گرم و سرد شمع مزار
خط جو اُس گل کو بھیجتے ہین ہم

پیرہن مین نہین سماتے ہین
آپ ہنس کر ہمین رُلاتے ہین
طوق منت کے وہ بڑھاتے ہین
تیرے سر پر سے ہم اُڑاتے ہین
آگ گلزار مین لگاتے ہین
گہ جلاتے ہین گہ بجھاتے ہین
رات بھر پھولون مین بساتے ہین

۷

اب نہ کھینچو وقار نالۂ سرد
یہ خبر گرم ہے وہ آتے ہین

۱۳

کس شکل نہ حیرت آشنا ہون
مین دشمن جان سمجھ رہا ہون
کس منہ سے کہون کہ آشنا ہون
اُٹھنے کا نہین غبار میرا
خوش آئے نہ کس طرح سے عزلت
برسون ہین سپہر نے رُلایا
فرصت نہین آہ آتشین سے
کس طرح بچے بتون سے یارب

اک آئنہ رو کا مبتلا ہون
دھوکا یہ نہ دے کہ آشنا ہون
ناچیز غلام آپ کا ہون
نظرون سے کسی کے مین گرا ہون
اک پردہ نشین کا مبتلا ہون
بھولے سے کبھی اگر ہنسا ہون
گلخن کی مین خاک سے بنا ہون
مکار وہ ہین مین بہرا ہون

یان کس کو ہی شاعری کا دعوی فرقت مین کسی پری کے دن رات مانند حباب گھر بنا کر ہی نام اسی کا نفی و اثبات	ق	کہتا مین نہین لکھا پڑھا ہون دیوانے کی طرح بک رہا ہون اک دم مین بگاڑ ڈالتا ہون موجود کبھی کبھی فنا ہون
۷۱	جو یاد رہے **وقار** اشعار مین دل سے اُنھین بھلا رہا ہون	۹
وہ گالی دیتے ہین ہم واہ واہ کرتے ہین بڑھی یہ ضعف کی قوت گھٹے جو عمر کے دن چمک کے گرتی ہی مانند برق آتش دست فقط سرشک سے ہی قدر دیدۂ عشاق ضعیف کو وہ قوی سے سمجھتے ہین بالا بنی ہی نرگس شہلا ہمارا قطرۂ اشک نرکھو عارض رنگین پہ سبزۂ خط کو تمھاری تیغ کا ہم آب تازہ چاہتے ہین		مثل ہی آن پھنسے ہین نباہ کرتے ہین اُٹھے تو ہاے جو بیٹھے تو آہ کرتے ہین جدھر یہ شعلہ عذار اک نگاہ کرتے ہین جو چاہ خشک ہو کب اُسکی چاہ کرتے ہین جو کاہ کوہ پہ بنیا نگاہ کرتے ہین جو یاد گریہ مین چشم سیاہ کرتے ہین چمن سے دور سب اپنے گیاہ کرتے ہین نہ آب چاہ زنخدان کی چاہ کرتے ہین
۷۲	**وقار** حسن کو ہی لاگ ڈانٹ عشق کے ساتھ ہم آہ آہ تو وہ واہ واہ کرتے ہین	۵
کون ہی جس کو عشق یار نہین		کس کے سر پر اجل سوار نہین

شوخیون سے تری شرارت کی
تیری الفت نہین لگاوٹ ہی
برق دم کس کی تجلیان دیکھین

سرد کب گرمی شرار نہین
اس بناوٹ کا اعتبار نہین
جو مرے ضبط مین قرار نہین

۷۳ — آدمی وہ نہین ہیولا ہے
جس کو پاس سخن وقار نہین — ۱۵

سیم رکھتے ہین نہ ہم لعل و گہر رکھتے ہین
قید ہستی ہین عدم کو یہ مگر رکھتے ہین
جس کو یہ دیکھتے ہین اپنا ہی کر رکھتے ہین
لعل تھیلی ہین نہ در جاک ہین گہر رکھتے ہین
پختہ کارون کا مقولہ ہی جو ہین عشق ہین خام
بھول کر بھی نہ کیا تو نے کبھی یاد ہمین
اور تو پاس نہین رکھتے ہین کچھ اپنے ہم
مثل گل صرف سے صد چاک ہوا انکا سینہ
معتبر بات ہو گیا ان کی کہ غنچہ کی طرح
غیرت روز ہی رخ غیرت شب ہی گیسو
ہر زمان قید مکان سے ہمین آزادی ہی
چاک سینہ سے ہوا گل کے یہ نکتہ معلوم

جو دکو تیغ حوادث کا سپر رکھتے ہین
ظاہری جسم ہین پوشیدہ کمر رکھتے ہین
آنکھ کے ڈورون ہین جادو کا اثر رکھتے ہین
اشک تر رکھتے ہین یا لخت جگر رکھتے ہین
آڑ مین ڈر کے وہ اپنے کو مگر رکھتے ہین
رٹ ترے نام کی ہم آٹھ پہر رکھتے ہین
اک فقط ہاتھ مین الفت کا ہنر رکھتے ہین
جو کہ غنچے کی طرح مٹھی ہین زر رکھتے ہین
جب زبان زیر زبان یہ گل تر رکھتے ہین
یاد ہر ایک کی ہم شام و سحر رکھتے ہین
نگہت گل کی روش دوش پہ گھر رکھتے ہین
نالۂ زار بھی بلبل کے اثر رکھتے ہین

تار برقی پہ تصور کی خبر آتی ہی	گو خبر اپنی نہین اُس کی خبر رکھتے ہین
کام آتی نہین اپنے کبھی عزت اپنی	آبرو کینے کو مانند گہر رکھتے ہین
۷۴	عشق ساقی مین وقار ایسی ہوئی کیفیت پانوُن کا ہوش نہ ہم سر کی خبر رکھتے ہین	۹
کس و مہی کنارہ مین وہ سیمبر نہین	فضل خدا سے کب مری مٹھی مین زر نہین
ظاہر مین ظلم و جور کا اُس کے اثر نہین	لے چلہ یہ کمان ہی تیرون مین پر نہین
لگتی بھلی ہی یار تمھاری بُری بھی بات	آتی ہنسی کب آپ کی دشنام پر نہین
کیون دھن ہو سیر بحر کی کیون ہو ہوا ئے	لب خشک یان نہین ہین کہ یان چشم تر نہین
کس دن نہین ہی نامہ و پیغام تا بشام	کس رات انتظار ترا تا سحر نہین
ای حسرت وصال تری عمر ہو دراز	یہ وہ شب فراق ہی جس کی سحر نہین
کس روز سوز عشق سے جلتا نہین ہی مہر	کس شب چکور چاند سے منہ پر قمر نہین
ہان کی بھی جا نہین ہی نہین اب نہ مانون گا	ہی حرف بار گیر تمھارا اگر نہین
۷۵	روکا وقار اُس کو جو مین نے تو یہ کہا کیون ہم کسی کے گھر رہین کیا اپنا گھر نہین	۹
دشمن ہی اعتراض کرے کیون انتظام مین	ہرگز نہ عنکبوت کے باز آئے دام مین
ساقی نہین وہ شوخ تو پھر مجکو ایک ہی	تریاق ہو کہ زہر ہلاہل ہو جام مین
اُس صبح رخ کے ناخن پا کا جواب تھا	ہوتین بلندیان اگر ابروے شام مین

وہ کرم شبچراغ کے دھوکے مین پکڑ لینگے
دل پر سیون سے یارون کے سب غم غلط ہوا
آیا وہ فاتحہ کو ہمارے مزار پر
ساقی گل گلاب ہی جس مے کا نام وہ
موزون ہوا ہی وصف دہن کا کمر کے ساتھ

مین سوز نامہ باندھ دون بال حمام مین
صبح وطن کا لطف ہی غربت کی شام مین
شہباز آج آہی گیا پا بدام مین
دے خیر میکدہ کی گل تر کے جام مین
عنقا کے ساتھ رخ بھی پھنسا تیرے دام مین

۷۶

یہ روشنی طبع کا ہی فیض اے **وقار**
حیران ہون مثل آئنہ اپنے مقام مین

۱۱

پھنس گیا دل زلف عنبر بار مین
کھتی ہی خلخال پائے یار مین
دل کو چھل کر صاف جاتا ہی نکر
جب چلے تم یہ مثل ٹھہری غلط
مین نے دیکھا آپ کڑوے ہو گئے
کنگھی آہستہ کرو اے جان من
تشنہ لب وہی جان کشتون نے ترے
تاب عارض سے زمانہ جل گیا
حلقۂ گیسو مین سبزہ کان کا
فائدہ حاسد کو کیا تقلید سے

اہل ایمان گھر گیا کفار مین
حشر کرتے ہو بپا رفتار مین
چھل بھرے ہین کیا بت عیار مین
کبک کا ثانی نہین رفتار مین
زہر گھولا شربت دیدار مین
دل پھنسے ہین زلف عنبر بار مین
کچھ نہ تھا خنجر کے پانی دھار مین
کیا ہی اب تمییز نور و نار مین
ہے زمرد سا وہان مار مین
بو گل تر کی نہ ہوگی خار مین

۷۷

عشق میں گیسو و عارض سے وقار
گہ حلب میں ہون سے گہے تاتار مین

۷

نکھرا ہی رنگ عارض جانان شباب مین
چمکا فروغ مہر مگر ماہتاب مین

سودا ہی زلف یار سے ہون پیچ و تاب مین
بخت سیہ نے مجکو پھنسایا عذاب مین

ساقی و رنگ خوش نہین کار شتاب مین
کیا سوچتا ہی دورۂ جام شراب مین

زمی ہوئی جو اُس شکم صاف کو نصیب
دیکھی نہین وہ قاقم و مخمل نے خواب مین

یہ جسم یار کے ہی پسینہ کا رنگ و بو
صندل ملا دیا ہی رگڑ کر شہاب مین

رگ رگ مین جسم زار کے نالہ کی کوک ہی
کیا کیا نہ راگ رنگ ہی تار رباب مین

۷۸

ساقی کے حسن سبز کا یہ فیض ہی وقار
ہی رنگ و بوے بنگ کا جلوہ شراب مین

۱۳

تیغ کی بارش ہی اُس کے ابروے خمدار مین
زہر ہی مار سیہ کا زلف عنبر بار مین

تختۂ گل داغ حسرت نے بنایا لالہ زار
بے نقاب آیا جو وہ رشک چمن گلزار مین

غرق گرداب پریشانی ہوا مین بیقرار
جب کہ اُلجھین مچھلیان بالی کی زلف یار مین

پانی پانی آتش دوزخ ہی جس کے شرم سے
وہ حرارت ہی ہماری آہ آتش بار مین

تو جواب کرنے لگا اٹھکھیلیون سے پائمال
کیا جلانے کو نہ تھی گرمی تری رفتار مین

کیا تعجب ہی اُڑین گر اشک سے چنگاریان
ہی خیال شعلۂ رخسار چشم زار مین

بال وہ بھیگے ہوے آسے جو منھ پر وقت غسل
کیسی کیسی برق چمکی ابروے خمدار مین

جس طرح اطفال بستی مین لگا دیتے ہین سنگ
جم رہی ہی وہ کمر یون دیدۂ خونبار مین

اس قدر لوہا مرا مانے ہوئے ہی ہر رقیب
بھوت ہو کر بھی نہ بھٹکا کوئی کوئے یار مین

آگ بھڑکی سینہ مین تا نفس سے لو اُٹھی
جب وہ رشک شمع بیٹھا پہلوے اغیار مین

کیا ملے پھر وصل کی شب جب خواہش کام دل
شام سے جب ہو سحر بوسہ ہی کی تکرار مین

مین اگر جاؤن وہان ڈر سے سمٹ کر مدعی
چھپ ہی جائے مرغ قالین کے ابھی منقار مین

۹	حضرت تسلیم کا شاگرد مین بھی ہون وقار کس طرح سے ہو نہ باریکی مرے اشعار مین	۷۹

شور محشر سے سوا ہی آج کل غل باغ مین
عندلیب زار کا شاید کہ ہی قتل باغ مین

دیکھتے ہی روے رنگین پھٹ گیا گل کا جگر
زلف کی خم دیکھکر بکھرا ہی سنبل باغ مین

گر یہی امسال ہی طغیانی سیل بہار
نکہت نسرین سے باندھا جائیگا پل باغ مین

دیکھکر اُس عارض پرنور کی گرمی حسن
آب خجلت سے ہوئی ہی آتش گل باغ مین

ساغر مے رشک گل ہی دست رنگین کے طفیل
نغمۂ بلبل بنا شیشہ کا قلقل باغ مین

محفل محبوب مین کیونکر نہون ہم نالہ کش
پاس گل کے چہچہے کرتا ہی بلبل باغ مین

جبکہ لیتا ہی جماہی وہ بجاتا ہی دہین
بیکلی سے چٹکیان ہر غنچۂ گل باغ مین

کوئی دنیا مین نہین آزاد قید حرص سے
سرو پایا بے نوا و باتوکل باغ مین

۹	مانتے مجکو نہین ہین ای وقار اہل وطن مرتبہ کا ہی گل تر کے تنزل باغ مین	۸۰

ترا مہربانی کا شیوہ نہین		مرا عاجزی کا طریقہ نہین
یہ نکتہ ہی ہین سادہ رو وہ ابھی		کوئی اُن کے خط مین جو نقطہ نہین
ترددہی اعمال نامہ کا کیا		مرے ہاتھ کا کچھ نوشتہ نہین
یہ ہی بار حسرت مری نعش مین		اُٹھانے کا یارون کو چارہ نہین
بہت موشگافی سے یہ حل ہوا		ترے خط رخ کا لفافہ نہین

۸۱	کہے خوب اشعار تو نے وقار زمین سخن گو شگفتہ نہین	۹

یاد دندان مین یار روتا ہون		گوہر آبدار روتا ہون
نہین کھُلتا ہی اس کا تار مجھے		کس لیے بار بار روتا ہون
آٹھ آٹھ آنسوؤن سے دو دو پہر		کس سے ہوکر دو چار روتا ہون
یاد آئے ہین کس کے زلف و عذار		مین جو لیل و نہار روتا ہون
خیر مانگ اپنے آشیانے کی		باغ مین اے ہزار روتا ہون
تیغ کھائی ہی جب سے ابرو کی		دیکھ دریا کی دھار روتا ہون
چشم آتی ہی جب تمھاری یاد		پھوٹ کر زار زار روتا ہون
نالہ کرتا ہون یان سے ہٹ اے برق		بھاگ ابر بہار روتا ہون

۸۲	لب و دندان کی یاد ہے جو وقار اشک گہ گہ شرار روتا ہون	۱۴

جاتا ہی اپنے دل سے خیال فغان کہان
جو آشنا ہو ضبط سے وہ ہی زبان کہان

آزاد جو ہین اُن کو ہی قید مکان کہان
مرغ نگاہ پاک کا ہی آشیان کہان

مژگان کا خال گوشۂ ابرو کا ہو حریف
آتا ہی زد پہ تیر کے زاغ کمان کہان

خاموش مثل شمع ملی ہی مجھے زبان
پھر آہ آتشین کہان مین خستہ جان کہان

مانا دہن ہی یار کا اک بے پتہ کی بات
نشان کمر جو دیکھیے تو ہی نشان کہان

فرماؤ کس امید پہ تم سے لگائین دل
منہ سے نکلتے حرف ہین خاطر نشان کہان

سبزہ نہین ہی گالون پہ قدرت خدا کی ہی
ہوتا ہی آتش گل تر مین دھوان کہان

ہرگز نہ آہ مین قد پر خم کے ہو اثر
پلہ پہ پھینکے تیر ملائم کمان کہان

ظاہر ہین اُن کے راز لطافت سے جسم کی
شیشہ مین ہو ہی بادۂ گلگون نہا کہان

میرے عدم پہ ہستی کی ہین بد گمانیان
تیری کمر ہی مجھ سے سوا ناتوان کہان

بتخانہ مین حرم مین کلیسا مین دیر مین
ڈھونڈا نہین ہی تجکو مریجان کہان کہان

لایا عدم سے ہستی مین اب اور قصد ہی
لیجائیگا کہان سے مجھے آسمان کہان

منت کش جواب نہوگا مرا سوال
اُن کے دہن نہین ہی تو میرے زبان کہان

۷	ہی اِس کا نام تلشکری یاد رکھ وقار خال سیہ کہان لب شکر فشان کہان	۸۳

کھنچین ہین جو آہین تب دیجور چمن مین
ہر نخل بنا ہی شجر طور چمن مین

نالہ کا مرے طرز اڑا قمری و بلبل
اللہ رے غزل خوان ہوے مشہور چمن مین

سنبل سے کہا قصۂ گیسوے پریشان — کس پیچ سے کاٹی شب ہجور چمن مین
بیہوش ہوا ایک لگا ٹھوکرین کھانے — چلنے کا چلا اُس کے جو ندکو رچمن مین
بیوجہ نہین آج چکا چو ندگلون کو — چمکا کسی رخسار کا ہی نور چمن مین
کانٹا سا کھٹکنے لگا آنکھون مین ہراک گل — بے تیر سے گیا جب ترار نجور چمن مین

۴۴ — اک گل کی حضوری مین وقار آج مقرر
یہ شعر ہین پڑھنے مجھے منظور چمن مین — ۴

ٹکرائے گی نہ آہ مری آسمان مین — یہ تیر وہ نہین کہ کرے گھر کمان مین
کرنے ہین آج عرض مجھے نالۂ حزین — ای کاش لکنت آئے نہ میری زبان مین
دیتا ہی فرض ہر دہن زخم کا جواب — قاتل کی تیغ کہتی ہی اپنی زبان مین
رتبہ کبھی کسی کا گھٹاتے نہین ہین ہم — ذرے ہین آفتاب ہمارے گمان مین
سینہ مین میرے ہو کسی بوڑھے قد کی یاد — پوچھا ہو ہان بنا کوئی میرے مکان مین

۵ — ہی ذوالفقار بہر عدو ای وقار وہ
موزون ہوئی ہی بیت جو ابرو کی شان مین — ۵

ساقی کی بو بسی ہی ہمارے دماغ مین — ہی موج خیز بادۂ گلگون ایاغ مین
سینہ خیال یار سے مطلع ہی نور کا — عالم ضیاے مہر کا ہی داغ داغ مین
ایسا مین کھو گیا ہون خیال حبیب مین — خود دل مرا خراب ہی میرے سراغ مین
روشن ہوئی یہ بات کہ پروانون کے لیے — بتی بنی ہی خنجر بران چراغ مین

۱۶	آتے ہین لال لال کسی گُل کے یاد لب جاکر وقار روئین گے ہم لعل باغ مین	۸۶

کھنچ گیا جی آئی جب آواز مطرب کان مین
جذب مقناطیس کا تھا نغمہ زن کی تان مین

کس کو مین اچھا لکھون اور کس کو لکھون مین بُرا
زلف اپنی شان مین گیسو ہی اپنی شان مین

اُٹھتے ہی نالون کی آندھی کے ہوا بیٹھا دل
لو مری کشتی ہوا کے آگئی طوفان مین

قہر ہے وہ نرم دل ہو سخت بے مہر اس قدر
یاد کر اے دل کہ اُسکو کیا لکھا نسیان مین

اے صنم ثابت ہوا اقرار سے تیرا دہن
کہنے کو یہ بھی ہے گویا معجزہ الحان مین

عشق ورزی نشت گردی سینہ چاکی بیخودی
پادشاہِ حسن نے لکھی مرے فرمان مین

تیرے رخ کے سامنے ہو منھ یہ آئینہ کا ہے
لب پہ ہو مرسبزیہ سرخی کہان ہے پان مین

سینۂ بیتاب مین ٹھہرا ہے درد ہجر یار
میزبان معذور ہے غیرت نہین مہمان مین

دے بھی دو دیتے ہو گر بوسہ کوئی خیرات کن
دیر کرنا اس قدر کیا چاہیے احسان مین

گردش چشم صنم نے قتل عالم کو کیا
برش شمشیر گویا جزو ہی اس سان مین

محتسب کی آن ٹوٹے گی تمھاری چشم مست
آن اگر دیکھے گا زاہد جان دیگا آن مین

ہونٹھ پر مسی نہین ہے گہن مین ماہِ نو
آپ دھری ہین مجھے دین ایک نوشدان مین

دیر تک چوسا اُسے کس لئے دہان زخم مین
اب تک باقی نہین قاتل تری پیکان مین

وقت ہے زندہ کرو عیسی کا مردہ معجزہ
تم ذرا آؤ تو آئے جان میری جان مین

دیکھتے ہی مجکو بھڑکے اس قدر ریحان کیون
آج کیا پھونکا شریرون نے تمھارے کان مین

۸۷	ہین مراد آباد مین مجھ سے ہزارون کو ذوق کیا ابھی صاحب سخن ہین اے وقار ایران مین	۹

وہ پری تصویر مضمون لکھے تیری شان مین / سیر ہے ارژنگ مانی کی مرے دیوان مین

واسطے انسان کے ہے آدمیت عین شرط / ورنہ کیا انسان مین ہے جو نہین حیوان مین

زلف کافر کو لکھین گے لام ہم اسلام کا / ہے یہی رکن رکین ایمان کے ارکان مین

یہ معما ہے کہ مین کوچہ کی گردش چھوڑ دون / اس لیے بھیجے ہین اس نے پان ناگردان مین

عاشق جانباز کو عارض کا بوسہ دیجیے / نام پیدا کیجیے اے جان جان احسان مین

جوہر آئینہ کا عالم نظر آنے لگا / یہ پڑے تار نظر کے نقش اس کی ران مین

بن گئی ہے آنکھ میری آرسی کا آئینہ / یہ جچا نقشہ تحیر کا تمہارے دھیان مین

یہ اجارہ مین جو یار عشق سے حاصل ہوا / جان بھرائی مین دی اور دل دیا تاوان مین

۸۸	کس طرح مین ایک مضمون زلف و گیسو کو وقار شان مین مشرک کے کیا لکھا نہین قرآن مین	۹

یاد جو کچھ تھا وہ بھولا ہون تمہارے دھیان مین / مثل دیوانہ نہین عجز ان اپنی مین پہچان مین

واہ رے چشم سخن گو زلف کا عاشق ہوا / اصفہان سے تیرہ بختی لائی ہندستان مین

گو کہ زہرہ لولی گردون ہے پر قصان نہین / فائدہ کیا ہے ہمین نقصان کے اعلان مین

دل کے آتے ہی گئے تاب و توان ہوش و خرد / منفعت کی تھی توقع آ گئے نقصان مین

دیکھکر خاموش مجکو طعن سے کہتا ہے وہ / نطق ہی کا فرق ہے انسان مین حیوان مین

ہی ہماری آنکھ مین جلوہ کسی کی زلف کا	کیا چڑھی پھرتی ہی اک کالی پری چھپا پن مین
تنکے نگلیون کے چنون گا ای جنون اب کی برس	سبزہ خط کو ہی دیکھا یار کے شعبان مین
کس کا کھانا شک سے چھوتا بھی نہین ہی ہاتھ سے	وہ سمجھتا ہی کہ کچھ چھوڑا ہی پڑھکر پان مین

۸۹	ہی کمینے پن سے دشمن کو کمین مین ای وقار ٹوک کر مارونگا اُس کو ایک دن میدان مین	۷

کبھی دم پر جو وہ چڑھ جاتے ہین	منتین کرتے ہین گھبراتے ہین
ہو کے بت خانۂ دل مین آئے	یہ حسین قہر و ستم ڈھاتے ہین
دست عشاق سے تنگ آ گے حسین	اچھے ہو کے بُرے پچھتاتے ہین
بوسہ مانگون تو وہ بدلین تیور	ترچھی نظرون مجھے دھمکاتے ہین
مرتبہ حسن سے ہے خوبون کا	آنکھ مین دل مین جگہ پاتے ہین
یہ وہ معشوق ہین دم مین آنکھین	توتے کی طرح بدل جاتے ہین

۹۰	آئے کیا اُن کو وفا یاد وقار قتل کے بعد جو پچھتاتے ہین	۵

یاد گیسو مین یار روتا ہون	مین اندھیرے مین جان کھوتا ہون
کیون نہ رنگ سرشک طوسی ہو	زلف و عارض کے غم مین روتا ہون
زہر مین بھی ہے میرے کیفیت	مے سے دامن کا داغ دھوتا ہون
آج پھر ڈھونڈھتا ہون مین اُس کو	اپنے پھر نقد جان کو کھوتا ہون

۹۱

آج جاگا ہے بخت اپنا وقار
اُس کو لے کر بغل مین سوتا ہون

۱۰

سنتا ہے کون کس سے ستم کا گلا کرین
فتنہ اُٹھے جو دید کا وعدہ وفا کرین
بوسہ رخ صنم کا نہ لین بے وضو کبھی
مہندی لگائین سامنے اغیار روسیاہ
بسمل نہین ہین کشتۂ شمشیر ناز ہین
احسان کسی کا اُٹھ نہین سکتا ہی ضعف سے
دولت جنون مین بھی ہو قدم سے لگی ہوئی
دست حنائی ہین ید بیضا بنے جو پھول
اللہ کیا نہین ہی جو ہون ہم بتون کے رام

عاشق سوائے صبر بھلا اور کیا کرین
قامت دکھائین وہ تو قیامت بپا کرین
قرآن کا پاس چاہیے ہم پارسا کرین
ہم پس کے اشک خون نہ بہائین تو کیا کرین
زخمون سے خون بہے تو طلب خونبہا کرین
ہم کیا سمجھ کے خواہش ظل ہما کرین
سونے کی بیڑیان ہون اگر ہم دعا کرین
بیعت خوشی سے موسی معجز نما کرین
اٹکی ہو جن کی آن سے وہ صدمہ سہا کرین

۹۲

امید وصل یار پہ جیتے ہین ہم وقار
کہتا ہی اُن سے کون کہ وعدہ وفا کرین

۱۱

مانا فزون کی لوٹ مچی وصل یار مین
ہر ایک اس مین مایۂ صد گرد باد ہی
مرنے کے بعد بھی نہ گئی روشنی قلب
کوئی کسی طرح کی نہین ہی اسے ہوس

لذت جو عشق کی ہی وہ ہی انتظار مین
ناچیز سے جو ذرے ہین مہر غبار مین
آئینہ سا لگا ہی ہمارے مزار مین
سینہ مین میرے دل ہی کہ مردہ مزار مین

آنے کو آپ آئین گے لیکن یہ عرض ہے		انکار کی بھی نہ رہے قول و قرار مین
ہوگی تلاش واعظ و کتھا خوان کی شہر مین		شاید کہ سننے والے بھی ہون اس شمار مین
لاغر پر اپنے خندۂ دندان نما نہ کر		گھر بال کا نہو گہر آبدار مین
واعظ کی زینہار نہ مانین گے بات ہم		اشراف توبہ کرتے ہین فصل بہار مین
بس بس کے شور سے مرے اب تک بھرے ہین کان		کھینچا تمہارا رات خواب مین کس کو کنار مین
اب دام عنکبوت مین پھنستا ہے شاہباز		الجھا رہا ہون یار کو باتون کے تار مین
۹۳	سوکھے خزان مین خار کے مانند اے وقار شبنم کی طرح روتے رہے ہم بہار مین	۵
جب جواب خط عاشق وہ رقم کرتے ہین		تو زبان خامہ کی پہلے ہی قلم کرتے ہین
جس گھڑی کھینچتے ہین تیغ دو دم کو اپنی		ساتھ ہی انا فتحنا کو وہ دم کرتے ہین
نرم خو یون کبھی عشق کی پرسش نہوئی		وہی معشوق ہین جو ظلم و ستم کرتے ہین
آہوے چشم کی الفت مین یہ جھلکی وحشت		اپنے سایہ سے بھی ہم دشت مین رم کرتے ہین
۹۴	یہ بھی اک بات نئی ہم نے نکالی ہے وقار رنج کی اپنے خوشی عیش کا غم کرتے ہین	۱۰
	ردیف واو	
وہ کون ہے پسند نہ جس کو جمیل ہو		کیا بات آپ کی ہے حسین ہو شکیل ہو
گر یاد گریہ مین تری چشم کحیل ہو		آب سرشک آب رخ رود نیل ہو

اُف کردے نالۂ شرر افشان زمانے کو
یہ اور بات ہی جو اُدھر سے ہی ڈھیل ہو

سینہ پہ میرے دست حنائی جو رکھو تم
ہر ایک داغ رونق باغ خلیل ہو

ہر وسہی جو سرکش و باغی ہوا تو کیا
ای جان بیوقوف ہو وہ جو طویل ہو

وہ ایک ہو کہ آئنہ مین بھی نہین ہے عکس
احول تلک یہ کہتے ہین تم بعدیل ہو

آنکھین چرائین گریہ نے منہ پھیرا آہ نے
کیا روز بد مین کوئی کسی کا کفیل ہو

آنکھون کے پردے گل گئے تم سے سرشک کے
اندیشہ کا مقام ہی جس گھر مین سیل ہو

ملک عدم کا عزم ہی توشہ نہین ہے پاس
دے ڈال ایک بوسہ کہ زاد السبیل ہو

۹۵ — تم سامراد آباد مین کوئی نہین وقار
احسان مین کرم مین عدیم المثیل ہو — ۹

چاہتا ہی دل مرا پھر گیسوی خمدار کو
طی مجھے کرنا پڑا پھر راہ ناہموار کو

یاد عارض نے کیا معدوم جسم زار کو
چاندنی نے آج ڈھایا ہی مری دیوار کو

گر نہین دیتے ہو بوسہ لب کا ای صاحب نہ دو
چوم لونگا مین وہان زخم سے تلوار کو

بزم رندان مین بجا یہ لوگ ہین بگڑے ہوے
کس لیے ڈھاتا ہی واعظ گنبد دستار کو

دیدۂ یعقوب بینا جامۂ یوسف سے ہو
اُس کے ڈورون سے مگر رشتہ ہی اس کے تار کو

ہی گل عارض مین تیری شمع کے شعلے کا رنگ
کیون نہ بدلین بلبلین گلگیر سے منقار کو

عرش پر کرسی نشین ہوگا نہ شیطان لعین
دخل کوٹھے پر نہوگا یار کے اغیار کو

کب خریدارون کی اُس کے بھیڑ کوچہ مین نہین
شی جو گھر بکتی ہی وہ جاتی نہین بازار کو

۹۶	اس زمین مین منہ جو کھولے سخن کی وہ کھائے وقار معجزے کا حکم ہے تسلیم کے اشعار کو	۶
غرض کسکو کسی کو تم اُٹھا دو یہ مین کہتا ہون واپس دل مرا دو ٹلے ہم تیرہ روزون کی شب غم کہا مشک ختن زلف سیہ کو ستاؤ دل مرا صاحب ستاؤ لب شیرین سے دو گالی عدو کو		مگر نقش اپنا محفل مین جما دو مگر بوسہ مجھے ٹھہرا ہوا دو رخ پر نور سے گیسو ہٹا دو خطا کی مین نے جو چاہو سزا دو خوشی سے تم خدا کے گھر کو ڈھا دو کبھی تو زہر مین میٹھا ملا دو
۹۷	لکھا ہے اس غزل مین حال دل کا وقار اُن کو ذرا جاکر سنا دو	۹
لب پان خوردہ کھلا رہنے دو سر اُٹھاؤ نہ لب بام آکر گر نہین پاس بٹھانا منظور سر بام آکے لڑاؤ آنکھین رکھو مرہم نہ مرے داغون پر مہر سے قہر مین ہے زائد لطف فربہ فربہ ابھی پھنستے ہین شکار		گل خوبی کو کھلا رہنے دو زیر دیوار پڑا رہنے دو دور ہی مجھکو کھڑا رہنے دو طاق نسیان پہ حیا رہنے دو چمن عشق کھلا رہنے دو زہر دو آب بقا رہنے دو دام گیسو کا کھلا رہنے دو

ہے قسم تیغ کی گردن کا مرے — آج تسمہ نہ لگا رہنے دو

۹۸ — وہ اگر روٹھے ہین تو تم بھی وقار
کچھ مزاج ایسا رکا رہنے دو — ۵

تو وہ انسان ہی ایجان جو پاؤن تجکو — آنکھ کے ساتوین پردے مین بٹھاؤن تجکو
عجیسا عاشق نہوا ہی کوئی معشوق مزاج — یاد رکھ مین نہ مناؤن نہ مناؤن تجکو
گر میان شوق سے کر غیر سے مین بھی اکدن — انکھین ڈھونڈی تری آنکھون سے جلاؤن تجکو
مصرع زلف مین دل تو مرا باندھا ہی مگر — مین بھی سو پیچ کے مضمون مین لاؤن تجکو

۹۹ — تو بھی حیران و پریشان ابھی ہو جائے وقار
گر رخ و زلف کا افسانہ سناؤن تجکو — ۸

معشوق ہی وہی جسے میل وفا نہو — عاشق ہی وہ جو شاکی جور و جفا نہو
بندش وہ ہم نے کی ہی جو چشم آشنا نہو — مضمون وہ لکھا ہی جو کانون سنا نہو
حرف غرض سے لب نہون زنہار آشنا — دل جلوہ گاہ حرص کبھی ای خدا نہو
موزون نہ ایک مصرع پر پیچ ہو کبھی — دل مین اگر تصور زلف دوتا نہو
ناموس نذر کردہ آغاز عشق یار — انجام سوچتے نہین کیا ہوئے کیا نہو
ممکن نہین ہی آئنہ مین مونہ نظر کرے — سینہ مین میرے دخل فریب و دغا نہو
لب پر مسی کا آپ نہ دھبا لگایئے — قیمت مین لعل سے کبھی نیلم سوا نہو

۱۰۰ — دیوان مین جو وصل کے مضمون لکھو وقار — آپس سے پھر ورق کوئی ہرگز جدا نہو — ۱۲

رونے میں جو یاد وہ مسی ہو	کس طرح نہ اشک نیلمی ہو
کیا فائدہ قصۂ عدو سے	وہ بات کہو جو کام کی ہو
میٹھی تری باتوں پہ موا ہوں	سنگ سر قبر شربتی ہو
مرنے کی مراد کیوں نہ لاؤں	جب وصل ترا نہ جیتے جی ہو
مشتاق ہے میری پارسائی	معشوق بھی کوئی پارسی ہو
قاتل ہی مرا وہ صندلی رنگ	تختوں کو اسی کے صندلی ہو
مانو کہ منا لو بات میری	انسان نہیں ہو تم پری ہو
تم آپ سے آپ دوڑے آؤ	قابو میں اگر ہمارا جی ہو
کوٹھے پہ بلاؤ پاس اپنے	ہے مہر جو ذرہ پروری ہو
وہ حشر کے دن کی دھوپ سمجھو	گر ہجر کی شب میں چاندنی ہو
بلبل کو جو دیکھوں پاس گل کے	کس رنگ نہ محجوب کلی ہو

۱۰۱	مضمون ہو وقار وہ غزل میں ہر لفظ پہ دل میں گدگدی ہو	۲

تم کہیں ظلم سے باز آتے ہو	خاک پھر گلیوں کی چھنواتے ہو
رقص میں راگ نیا لاتے ہو	فتنہ سوتا ہوا چونکاتے ہو
نہ شگفتہ ہوئے آغوش میں تم	پھول کی طرح سے کھلاتے ہو
بار گیسو سے لچکتی ہے کمر	بال کی طرح سے بل کھاتے ہو

کاٹ کھایا تو نہیں ہے میں نے — بوسہ کے لینے پہ جھنجھلاتے ہو
ہمکو غرا نہیں جانبازی پر — بوسہ دیتے ہوئے اتراتے ہو

۱۰۲ — آپ کے ساتھ وقار آتا ہے
یہ نئی سر پہ بلا لاتے ہو — ۷

نہ دیکھا اشک سے خالی کسی دن چشم گریاں کو — ستاروں سے بھرا دیکھا ہمیشہ برج میزاں کو
یہیں سمجھا پھول میں سوسن کے کلیاں ہیں نسرین کی — مسی مالیدہ لب پہ جبکہ دیکھا دُرِ دنداں کو
گئے صحرا میں آہو آپ کو جب شہر میں دیکھا — ابھی یہ شہر میں آئیں خفا تم جاؤ بیاباں کو
ترشواؤ خدا را تم خط رنگین کو اے صاحب — بڑھا جب سبزۂ خودرو کیا غارت گلستاں کو
عدو سے جیتر کچھ تقلید سے میرے نہ پائیگا — نہ پہونچے شیر قالیں کا کبھی شیر نیستاں کو
ہر اک کانٹے کو باندھا دامنوں میں ہم نے چھالوں کے — کیا جب یاد صحرا میں کسی کے موئے مژگاں کو

۱۰۳ — ہوا ظاہر وقار اسرار مخفی مرغ حق گو سے
کہ انساں پر شرف یاد الٰہی میں ہے حیواں کو — ۵

ہے ہوا یار کی اڑتا ہوا گھوڑا مجکو — وحشت دل کا پر اب چاہیے گھوڑا مجکو
دور پھینکا جو رہ یار کا روڑا میں ہوا — ٹھوکروں میں بھی فلک تو نے نہ چھوڑا مجکو
بدمزہ ہوکے نہ دے ساغر بادہ بھر کر — ہے بہت لطف سے گر دیجیے تھوڑا مجکو
رنج یہ اس نے دیے سانس ہے لینا مشکل — ہو گیا ہے مرا دل سینے کا پھوڑا مجکو

۱۰۴ — حسرت دید دم مرگ رہی دل میں وقار — نیم بسمل بھی جو قاتل نے نہ چھوڑا مجکو — ۷

ردیف ہاے ہوز

کب وہ ہو رخسارۂ روشن کا ہمسر آئینہ
جو نہو تیرے کف پا کے برابر آئینہ

غیر کو رکھنے ندو منہ عارض پر نور پر
بھاپ سے ہوتا ہی اے صاحب مکدر آئینہ

مجکو حیرت ہی کہون کیونکر پریشانی کا حال
رات بھر اُن کا مصاحب شانہ دن بھر آئینہ

گر نہین دیکھا ہی اُنکا عارض حیرت فزا
کس لیے ہی دست مشاطہ مین ششدر آئینہ

خط مین لکھا اس قدر مضمون رُوے صاف کا
بن گیے ہین بال و پر جوہر کبوتر آئینہ

آپ سے محبوب خوش منظر کا ہی حاجت روا
وقت کا اپنے سکندر ہی مقرر آئینہ

۱۰۵	دی جلا دل کو جلا کر آپ ہم نے اے وقار صاف خاکستر سے ہو کر ہو مکدر آئینہ	۹

کھولا اک زخم مین اے ترک گرفتار کی راہ
دیکھتی جان ہی تن مین تری تلوار کی راہ

نوک مژگان کا جو اُس گل کے تصور ہی مجھے
پیش آئے گی مگر وادی پرخار کی راہ

دل نالان ہوا پھر لوٹ کسی ابرو پر
کاٹنی پھر پڑی اسر سے کسی تلوار کی راہ

خال سرمہ کا لگا پھرتے چشم میگون
پھر سیہ مست نے لی خانۂ خمار کی راہ

قد و رفتار کا صاحب کے جو دیکھا عالم
سرو نے باغ کی لی کبک نے کہسار کی راہ

زخم گہرے سے لگا اور بھی گھبرا کوئی
کھوٹی اے جان نکر اپنے دل افگار کی راہ

جھک گیا ضعف سے سر پانون پہ چلتے چلتے
سر موطی نہوئی کاکل خمدار کی راہ

سیر منظور ہی گر ملک عدم کی اے دل
گھیر کر بیٹھ رہو ترک ستمگار کی راہ

۱۰۶	حسرتین نکلین اگر زخم ہو پہلو مین وقار میرے ذرون کو ملے روزن دیوار کی راہ	۵

تری ہر بات ہی اسے یار عمدہ
انوکھی چال ہے گفتار عمدہ

ہمین نازش ہی اپنی عمدگی پر
ملا نام خدا دلدار عمدہ

گل و غنچہ کو اچھا کیون نہ لکھون
دہن بھی خوب ہی رخسار عمدہ

چبھی ہی دل مین اک کافر کی مژگان
سمجھتے ہم ہین گل سے خار عمدہ

۱۰۷	وقار اچھی نہ کیونکر یہ غزل ہو کہ ہے شعرون مین بالتکرار عمدہ	۱۱

جو گفتگو ہو تو ہو اپنی آبرو کے ساتھ
نہ کھیے ہم سے کوئی بات آپ تو کے ساتھ

بگڑنا بات کا کیسا زبان بگڑتا ہی
وہ نرم رو ہی بہت سخت گفتگو کے ساتھ

وصال مین بھی تو بن بن کے وہ بگڑتا ہی
الٰہی کیسے نبھے یار تندخو کے ساتھ

دل و جگر پہ مرے صدمہ کچھ نہ کچھ پہونچا
کہ اشک آنے لگے مل کے اب لہو کے ساتھ

مژہ چھری ہی نگہ تیر تیغ ابرو مین
لڑائی کون کرے ایسے جنگجو کے ساتھ

شرار آتش داغ جگر سے ہے نار جحیم
جلے گا خرمن برق ایک میرے بھبو کے ساتھ

پسند آئی نہ اُس کو ہماری تنہائی
ہمیشہ رکھا ہمین اُس نے آرزو کے ساتھ

مریض عشق نہ چنگا ہو کہنے سننے سے
یہ داغ جاتا نہین آب شست و شو کے ساتھ

مین ناتوان ہون ورنہ زخم فربہ مین جراح
نکل ہی جائیگا دم بخیہ و رفو کے ساتھ

کسی کی تیغ کی ڈوری کا رشتۂ الفت		جڑا ازل سے ہی میری رگ گلو کے ساتھ
۱۰۸	کڑی اُٹھاتے ہو زنجیر پا و گردن کی وقار ربط ہی کس زلف مشکبو کے ساتھ	۵

ردیف یاے تحتانی

اُس نے کیا آنکھیں کھائیں عمر بھر وحشت رہی خط نکلنے پر بھی سربستہ رہا مضمون خط مصحف رخ خال سرمہ سے نکر زیر و زبر زیست میں پھاڑا اگر بیان بعد مرنے کے کفن		آہوان دشت سے شام و سحر صحبت رہی شرح بھی لکھی گئی پر متن میں وقت رہی نقطۂ شک جب لگا مصحف کی کیا عزت رہی میں رہا جیسا وہاں میری نئی حالت رہی
۱۰۹	بن گئی آئینہ میں موج نفس طوطی وقار محو خط کی اُس کے سکتے میں بھی یہ حالت رہی	۵
کیا ہی ناک میں دم کفر و دین نے جو عطر گل میں بو ہے ناز بو کی نہیں ہی جور کا شکوہ تمھارے ہوا ہے دشمن جان یار جانی		ستایا نقش عشرت آن واین نے یہ کھینچا ہے مگر اُس نازنین نے ستایا ہی دل اندوہگین نے مجھے کاٹا ہے مار آستین نے
۱۱۰	وقار اک مصرع مقطع ہی شعر سے یہ پکڑا اوج شعروں کی زمین نے	۱۱
ای خدا یون ہی فلک بر سر بیداد رہے		روندتا خاک مری وہ ستم ایجاد رہے

قیس و فرہاد سدا تابع ارشاد رہے
ہم رہے جس جگہ اُستادون کے اُستاد رہے

نہ کبھی یار کی تصویر تو مثل تصویر
دم بخود دیر تلک مانی و بہزاد رہے

مجھسا عاشق نہ ملے گا نہ ملے گا کوئی
یہ سخن اے ستم ایجاد فرایاد رہے

حسن جانان کی کبھی یاد فراموش نہو
قید شیشہ مین ہمارے یہ پریزاد رہے

عشق گیسو مین ہوے خانۂ زنجیر مین قید
للہ الحمد کہ میعاد سے آزاد رہے

کشور دل مین ہمارے ہے سمائی غم کی
یہ بھی اک ٹکڑا بہت ہے اگر آباد رہے

لالہ لکھا جو تری آنکھ کو سوسن نے کہا
اس پہ نرگس کی طرح میرا بھی اک صاد رہے

حسن پر تمکو یہ غرا ہے کہ اتراتے ہو
عشق کی ہوتی ہے پھٹکار بُری یاد رہے

مجکو گر دیکھے مری تیغ ہنر کا جو رنگ
اپنے جوہر سے جدا خنجر فولاد رہے

۱۱۱
حسرت دید نہ رہ جاے مرے دل مین وقار
کچھ تو شمشیر کو تانے ہوئے جلاد رہے
۱۰

کہون بکھڑے کے عالم کو کہ کیا ہے
مگر زلف سیہ بال ہما ہے

ملے غیرون سے دل ہم سے جدا ہے
رہو تم خوش ہمارا بھی خدا ہے

غضب غمزہ ہے اُنکا قہر ہے ناز
ستم انداز ہے آفت ادا ہے

نہ پوچھو مجھسے خود آنکھون سے دیکھو
کہون کیا حال دل تم سے کہ کیا ہے

گے یہ عشوۂ خونریز کو پہ
ٹپکتی چشم جانان سے حیا ہے

نہ سمجھے دے دیا دل خالی الذہن
بھری ان دلفریبون مین دغا ہے

عبث ہی چارہ جوئی دو ستون کو
نظر آتی نہیں بچتی سے مجھے جان
مریض عشق سے کرتا ہے کیا وصل

مرض سا ہی عشق کا سو لا دوا ہے
شمیم زلف بھی کالی بلا ہی
پکڑ فی کیا مزاج اب یہ دوا ہی

۱۱۲	جواب خط **وقار** آئے نہ وان سے یہی تقدیر مین میری لکھا ہے	۷

یہ نہ سرمہ کی سلائی وہ نہ چشم یار ہے
مست مستانہ چلے آتے ہین وہ میخانہ سے
روح مرقد مین نہ ٹھہری ابن کے طائر اڑ گئی
چشم کے بیمار کا غمخوار یان کوئی نہیں
خط لب نے اُس کے ابرو کی بڑھائی آبرو
چار میخون سے وتد کی بحث مین دشمن بندھا

تشنگی سے پھر تا لب پر زبان بیمار ہے
لڑکھڑاتے پاؤن ہین بکھری ہوئی دستار ہے
بعد مردن بھی ہوا سے کوچۂ دلدار ہی
ہان مگر تھا ایک دل اب وہ ہی خود بیمار ہے
حسن کی دولت وہ خوشگو صاحب اشعار ہی
گھل گیا ہمکو دنبلی کے سبب یہ مار ہی

۱۱۳	تو نہو مغرور اُس کی دوستی پر اے **وقار** روٹھ بیٹھے گا یہ اُس کا چار دن کا پیار ہی	۵

غنچے پیکان کے سپر کے پھول پھل تلوار کے
مین یہ کہتا ہون کہ مار زلف پر ہی کینچلی
گرمیان یان غیر سے کرتا ہی تو اے سرد مہر
تنگ چشمون کا نہو ممنون ہرگز رو فراخ

قتل گہ مین بھی ہین سیر سیر مین گلزار کے
لوگ کہتے ہین کہ بکھرے پیچ مین دستار کے
دست و پا وان پڑ گئے ٹھنڈے ترے بیمار کے
کام سوزن سے پڑا دامن کو کب جو بار کے

۱۱۴	قید ہستی سے وقار اک دم میں ہی مجکو نجات جان تصدق کیجیے سر پہ یار کی تلوار کے	۷

جو کیفیت لکھوں اشک و فغان کی	کروں تشبیہ زنگ و کاروان کی
کمر سے کیون الجھتی ہی تری زلف	لڑائی کیا قوی و ناتوان کی
غم شبہاے فرقت شوق سے آئے	کسے خاطر نہین ہی میہمان کی
سوال وصل مین ای جان عالم	بجز ہون کے کبھی تم نے نہ ہان کی
تمھارے گوشۂ ابرو کے تل سے	نئی تشبیہ ہے زاغ کمان کی
کیا پھر چشم نے مژگان کو سیدھا	صف آرائی ہی پھر چنگیز خان کی

۱۱۵	تصور مین وقار اک رشک گل کے ہوا کس کو ہے باغ و بوستان کی	۱۲

زلف سیاہ یار کا مجکو خیال ہے	کہتے ہین اہل ہند مگر تیرا کال ہی
مغرور کیون نہو کہ وہ صاحب جمال ہی	بادہ سے بڑھ کے نشہ مین صہبا کے بال ہی
پتلی کمر کا یار کی دل مین خیال ہی	اللہ والی ہی مرے شیشہ مین بال ہی
ہنسنے کے ساتھ زخم نے کین خون فشانیان	سچ کہتے ہین کہ رنج خوشی کا مآل ہی
عاشق ہون لیک سخت ہی نازک مزاج ہون	مین ہون اور اپنی ہر گھڑی مجکو سنبھال ہی
لکھو نگا نون صاد مین ابرو و چشم کو	مصحف کے روئے یار پہ صادق مثال ہے
ہی مانگ کہکشان تری ماہ تمام رخ	ماتھا سپہر حسن ہی ابرو ہلال ہی

خالق نے میرے مجکو عطارد نش کیا
دو بیڑیاں پہناؤ کر زلف دوتا کا عشق
مضمون ذہن کا فکر سے بچتا نہین کبھی
تمئیز خوب وزشت کی ہرگز نہین رہی

گذرے گی خوب یار بھی زہو مثال ہی
کچھ اگلے سال سے بھی سوا ابکی سال ہی
عنقا کے پھانسنے کا ہمارا ہی جال ہی
اب رنج سے حواس مین یہ اختلال ہی

۱۱۶	آغاز ہی مین کھل گیا انجام ای وقار فکر وصال یار پیام وصال ہے	۹

دن گزرتا ہے بیقراری سے
ہی توقع سیاہ کاری سے
جنبش ابرو کی کر گئی ہے کام
ہی محبت اُنھین عداوت سے
میری ملتی نہین ہے کوڑی آج
پاس بیٹھے تو بیٹھے سمٹے ہوے
دورہ عمر ہو گیا آخر
شب وصل اُس سے آنکھ سیکتے ہم

رات کٹتی ہے آہ وزاری سے
توبہ ہوگی نہ بادہ خواری سے
مرگیا ایک زخم کاری سے
دشمنی اُن کو دوستداری سے
تم تو دیکھو ذرا کٹاری سے
دیا بوسہ تو شرمساری سے
نہ پھرے ہم شراب خواری سے
ملتی مہلت جو اشکباری سے

۱۱۷	گل اگر آپ ہین وقار ہے خار وجہ نفرت کی ہمکناری سے	۱۳

مژدہ ای دل بہار آتی ہی
جوشش لالہ زار آتی ہے

غمزہ کرتی بہار آتی ہے
پہنے پھولون کا ہار آتی ہے

بوے گل سے ہوا کے گھوڑے پر
رنگ اُڑاتی بہار آتی ہی

موج جب دیکھتا ہون دریا کی
یاد رفتار یار آتی ہے

مین وہ ہون صید ناتوان وزبون
دام کو جس سے عار آتی ہی

چونک ای اضطراب روز فراق
پھر شب انتظار آتی ہی

ہی جو دل مین خیال ابرو کا
آہ لب پر فگار آتی ہی

یاد کاکل مین ایک کالی بلا
اژدہے پر سوار آتی ہی

تیغ ہی سے ملاؤ گر تم کو
گلے ملنے سے عار آتی ہی

ناز و عشوہ کو پھر کیا رخصت
خیر ہو پھر پکار آتی ہی

موت سوداے زلف و گیسو مین
اب دو اسپہ سوار آتی ہی

شوخی و دلبری و چالاکی
ہو لے اُس پر نثار آتی ہی

۱۱۸

گر ہو رکھی ہوئی بُری بھی شے
کام اک دن وقار آتی ہے

۷

کون ہے جس کی ایسی صورت ہی
کس کو خوبی مین تم سے نسبت ہی

خانۂ دل مین ہے خیال صنم
یہ وہ کعبہ ہے جس مین مورت ہی

زلف پیچیدہ ایک مصرع ہے
سبزۂ خط نئی عبارت ہی

بات خالی نہین ہے شوخی سے
چتونون مین بھری شرارت ہی

ہے عبادت تمھارے نام کی رٹ نہیں سنتے بھلے کی اپنے بات		جس کا طاعت ہی نام اطاعت ہی کیا بُری آپ کی طبیعت ہی
۱۱۹	جان کی کل وقار باری ہے آج تاب و توان کی رخصت ہے	۹
وہ عارض کا جوبن دکھاتے رہے دکھاتا رہا آئینہ ماہتاب دل آتے ہی اک بت پہ آفت ہوئی کبھی کنگھی کی گاہ سرمہ دیا مرا جوش الفت کا بڑھتا رہا ترے روبرو آئے کیا آئنہ کسی کے لیے ہم بگولے کی طرح وہ لکھا کیے غیر کے نام خط		غرور حسینان مٹاتے رہے سحر تک وہ گیسو بناتے رہے کہ ہم سارے کاموں سے جاتے رہے وہ آنے میں دیرین لگاتے رہے وہ ہر چند صحبت گھٹاتے رہے مہ و مہر آنکھیں چُراتے رہے سدا دشت میں خاک اڑاتے رہے مرا نقش ہستی مٹاتے رہے
۱۲۰	وقار اشک سے کھُل گیا راز عشق وگرنہ بہت ہم چھپاتے رہے	۷
نہ پھیرا منہ شب ہجران قضا سے نہیں سمجھا چاند پر قربان ہوا ابر انھیں اٹھکھیلیوں سے چال چلنی		ادا کی شرط جانبازی وفا سے اُڑی جب زلف عارض پر ہوا سے کوئی پامال ہو اُن کی بلا سے

دیا بوسہ لبون کا لے لیا دل
ارے ظالم نہ باز آ یاد غا سے

ہنسے وہ ہوگیا موتی کا مالا
گلے مین صاف دندان کی ضیا سے

صبا مین بھینی بھینی آج بو ہے
یہ مل جُل آئی کس گل کی قبا سے

۱۲۱
وقار اُستاد ہے تسلیم میرا
مجھے ہے کام تسلیم و رضا سے
۷

زبان خلق پہ جاری ہی گفتگو میری
ہی دھوم فیض محبت سے چار سو میری

خدا بچائے کہ ہردم ہی جان کا کھٹکا
ہے تاک جھانک مین وہ یار جنگجو میری

کلام اُس کا یہ ہی آئنہ کو کیا دیکھون
ہے اُس سے بڑھ کے کہین صورت نکو میری

مین دامن دل صد چاک کیا دکھاؤنگا
مدد کرے کہین پھر خدا رفو میری

مین خاکسار ہون اُس ذات پاک کا بندہ
نماز جس کو پسند آئی بے وضو میری

کہا ہی سہو سے زلف سیہ کو مشک ختن
کرو خدا کے لیے تم خطا عفو میری

۱۲۲
سخن سرایون نے رکھا وقار نام مرا
بڑھی ہے کشور معنی مین آبرو میری
۵

چال آفت ہی فتنہ قامت ہی
پر قیام آپ کا قیامت ہی

چھُٹ گئی نبض پھر گئین آنکھین
زیست کی کونسی علامت ہی

چشم بد دور سحر ہین آنکھین
ہر سخن آپ کا کرامت ہی

تیغ قاتل چلی تو آئے گی
کوچہ زخم اگر سلامت ہی

۱۲۳	ای وقار اُن کے زلف کی ہی لٹک اپنے اعمال کی یہ شامت ہے	۹

جان جان شاد ہو تو میری غزلخوانی سے
ہی قران ماہ کا زہرہ سے منجم بولے
ہی مری آہ کے صدمون سے زمین پر بھونچال
سینہ کوبی سے مری کوہ کا ٹکڑے ہی جگر
قیس سے باج ابھی لون ابھی وامق سے خراج
خال سرمہ کا لگاتے ہین تہ زلف وہ آج
اپنے ہی ہاتھ سے سر کاٹ کر اپنا ہم نے
اعتراض آپ کے یارون پہ کرون میر انشو

گل کھلا جاتا ہی بلبل کی خوش الحانی سے
رات بالا جو ملا آپ کی چودانی سے
چرخ گرداب مین ہی اشک کی طغیانی سے
دشت مین غل ہی مری سلسلہ جنبانی سے
جمع خاطر ہو اگر دل کی پریشانی سے
طائر دل نہ کہین پھنس رہے نادانی سے
طے کیا منزل ہستی کو کس آسانی سے
سچ بقول آپ کے ہم کہین خاقانی سے

۱۲۴	نالے اس طرح وقار آج چمن مین کھینچے توبہ ہر مرغ نے کی اپنی غزلخوانی سے	۱۰

سرخ پھر مہندی سے اُس کا کفِ پا ہوتا ہی
قتل سے اُس چشم کے دل مست سوا ہوتا ہی
راہ مین بیک لٹا نامہ نہ پہونچا اُس تک
بادہ کا گل نے ڈسا چشم سیہ نے مارا
کھلے بالون کو جو دیکھا تو ہوئی دل کو لٹک

پھر ہرا زخم جگر آج ہرا ہوتا ہی
مشک سے نقشہ کی زور بلا ہوتا ہی
وہی ہوتا ہی جو قسمت مین لکھا ہوتا ہی
دیکھون اب معجزۂ لب کو کہ کیا ہوتا ہی
آج گو نذر کھانے ہین وہ دیکھیے کیا ہوتا ہی

لال ہین بیر بہوٹی سے تہے دست و پا
بھر گئی شب گل شبو سے کلائی کرنے
نالہ کرتا ہون تو ہوتے ہین گران خاطر آپ
عشق نے کرکے خمیدہ مجھے مشہور کیا

کہین سر سبز یہان رنگ حنا ہوتا ہی
نشئہ حسن مین بھی زور بلا ہوتا ہی
ورنہ دم سینہ مین رُک رُک کے خفا ہوتا ہی
مہ نو پیچ ہی کہ انگشت نما ہوتا ہی

۱۲۵	بے زبان ہین وہن زخم تن زار وقار مقدم تیغ کا کب شکر ادا ہوتا ہے	۷

قیس ہی صحرا مین اور کہسار مین فرہاد ہی
بر سر جور و جفا پھر وہ ستم ایجاد ہے
چشم سوسن سے جو کی تشبیہ چشم یار کی
پھاٹے کہاتے ہین ستارے یاد دندان مین مجھے
ای صبا بگلہ ہوا مین نکہت گل کا بنا
ہین حسد کے یہ کرشمے شوخیان ہین بغض کی

شہر مین ہان ایک تیرا خانمان برباد ہی
داد ہی بیداد ہی فریاد ہی فریاد ہی
بول اُٹھا یکبار لالہ اسپہ میر اصاد ہی
یاد ابرو مین مہ نو خنجر فولاد ہی
اب فقط نازک سخن یہ خانمان برباد ہی
ایک جاہل تیز کرتا خنجر ایراد ہی

۱۲۶	داد جاہل شعر کی اپنے نہ دے کیونکر وقار باپ تو اچھا کہے گا گو بُری اولاد ہے	۹

ای دل ناشاد کچھ ٹھٹھہ ہنسی فریاد ہی
چشم کی خاطر کو اور گیسو کی دل کو یاد ہی
بیکسی کا تھا یہ عالم آج میری نعش پر

یہ جو سیدھی ہو تو پھر کیا چرخ کی بنیاد ہی
اک بلا ہے سخت ہر گھر مین مرے آباد ہی
اُس نے خود پوچھا یہ کس کا کشتہ بیداد ہی

وادیٔ وحشت مین ہی جوش جنون میرا خضر
ہتکڑی کو توڑ ڈالونگا ابھی چوڑی کی طرح
قبر مین بھی پاٹون پھیلا کر نہ سونے پائین گے
اس قدر الفت مری طوق و سلاسل سے بڑھی
کھنچ چکی ہو سے میان یار کی تجھ سے لچک

قیس سے بیعت ہی مجکو کوہکن اُستاد ہی
موم سے بھی نرم میرے روبرو فولاد ہی
گر ہمارے دل کو ایسی ہی تمھاری یاد ہی
خطِ آزادی مین بھی شان خطِ صدا دہی
مو قلم مین لوح اگر تیرے یہی بہزاد ہی

۱۲۷	اس زمین مین ہی غزل تسلیم کی لیکن وقار کیا کرون معذور ہون احباب کا ارشاد ہے	۶

اُس چشم فتنہ گر کی شرارت نہ جائے گی
منہ سے اُٹھائے گا نہ وہ زلف سیاہ کو
بیٹھے ہین منہ بگڑے ہوے آج بزم مین
شور نمک ہی گرچہ ہر اک بات مین تری
سودا اسے زلف کا یہی گر سلسلہ رہا

غمزے یہی رہین گے اشارت نہ جائے گی
مجھ تیرہ روز کی شب کلفت نہ جائے گی
نبت عنب یہان سے سلامت نہ جائے گی
لیکن شراب لعل کی حرمت نہ جائے گی
تیرے مریض عشق کی وحشت نہ جائے گی

۱۲۸	نرگس اُگے گی قبر پہ بعد از فنا وقار نظارہ بازی کی مری عادت نہ جائے گی	۸

دیوار پہ ہی چین نہ در پر قرار ہی
دل شوق وصل یار مین بے اختیار ہی
پھر موج خیز گریۂ طوفان شعار ہی

حیران ہون کس کے آنے کا یہ انتظار ہی
بزم خیال گرم ہی بوس و کنار ہی
مژگان تر ہے یا رگ ابر بہار ہی

نرگس اُگی ہی سبزے کے بدلے مزار پر — مرنے کے بعد بھی یہ ترا انتظار ہی
دو تین جام اور بھی دے میکدہ کی خیر — آنکھوں مین ساقیا ابھی باقی خمار ہی
کس رنگ سے کھلائیگا گل دیکھیے جواب — اُس غنچہ لب سے بوسہ کا دل خواستگار ہی
ہلنا پلنگ کا شب فرقت مین ای صنم — چلتے کی ہی لپک کہ لحد کا فشار ہی

۱۲۹	تسلیم کے بقول کہون کیا وقار حال صورت قرار کی مجھے شکل فرار ہے	۱۰

پھانسا ہی دل کو زلف سر ووش یار نے — کاٹا ہی مجکو اڑتے ہوے آج مار نے
وہ گل گیا جو سیر چمن کو یہ گل کھلا — دامن مین گل کے ڈھانک لیا منہ بہار نے
آیا نہ یار وعدہ پہ ای موت تو ہی آ — لی جان ورنہ آج شب انتظار نے
قطرہ سے بحر ذرہ سے خورشید ہوگیا — اونچا کیا ہی مجکو مرے انکسار نے
عین الکمال چشم پہ اُس کے نہ ڈالی آنکھ — چھریان سنبھالین سرمۂ دنبالہ دار نے
جامہ کو جامہ وار نے اپنے کیا قبا — دکھلائے ٹھاٹ داغون کے وہ جسم زار نے
دشمن بھی مرے حال پہ روتے ہین زار زار — یہ آبرو بڑھائی مری چشم زار نے
پوچھیگا جب خدا تو کہون گا مین برملا — بٹیا ہی خون خنجر ابروے یار نے
تھی کائنات آبروُ بس ایک بوند — وہ بھی ملادی خاک مین دندان یار نے

۱۳۰	کیون کر زمین نظم نہو رشک آسمان توقیر کی ہی شعر و سخن کی وقار نے	۶

ابھی کھل جائینگی آنکھین مطر کی
لڑی خورشید رو سے آنکھ کس کی
بنے دُرِ نجف ہر قطرۂ اشک
وہ کافر گر نہو پہلو مین میرے
کبھی ای آئنہ رو میرے گھر پر
گیا جب سے وہ کافر میرے گھر سے
بھلائی عیب کا رکھا گیا نام

ہوئی بارش جو میرے چشم تر کی
مگر ہم نے تو نذر اُس کے نظر کی
رُلائے یاد اگر موئے کمر کی
بہار غلد سے ہے آتش سقر کی
ہوئی کھلتی نہ آئینہ سے گھر کی
خبر مجکو نہین ہے اپنے گھر کی
زمانے مین یہ ذلت ہے ہنر کی

۱۳۱

جواب خط کے بدلے ای وقار آج
سنائی آئی میرے نامہ بر کی

۱۱

ہوئی پھر مجکو الفت سیمبر کی
نہ بھاگے خوف بدنامی سے عشاق
نہو گر شمع مدفن مین نہین غم
نہو گا صاف دل وہ نیشکر قد
نہ چھوڑو زلف کا کوٹھے پہ لنگر
ابھی صیاد ہو بلبل کا خود صید
بنایا ہے قلم عنقا کے پر کا
مجھے ای ترک دونون چوٹ ہین ایک

ہوئی پھر بعد مدت فکر زر کی
نہ پکڑی آڑ مردون نے سپر کی
تجلی چاہیے داغ جگر کی
گرہ کھلتی نہین ہے نیشکر کی
خبر لو بال سی پتلی کمر کی
اگر نالے مین رنگت ہو اثر کی
لکھی ہے جب صفت اُس کی کمر کی
بچاؤن دل کی یا کھاؤن جگر کی

حسین دل پر مرے کرتے ہین قبضہ — خبر ای بیخبر لے اپنے گھر کی
مین اُس صحرا مین چل کر مر رہونگا — نہ آئے کچھ بھنک اُن کے خبر کی

۱۳۲ — تصور مین وقار اک لعل لب کے
لہو رو رو کے شب ہم نے سحر کی — ۱۰

ہوس پھر ہوئی کوچۂ یار کی — ہوا لے اُڑی سیر گلزار کی
سُناتے کسے لن ترانی ہین آپ — یہان کس کو چاہت ہے دلدار کی
کمر کا نہ مضمون بندھا ایک دن — خدا کی قسم فکر بیکار کی
مین جاتا نہ ہنگامۂ حشر مین — نہوتی اگر حسبت و جویار کی
اجل ہر طرف ڈھونڈھتی گھر مین ہے — نحافت یہ ہے تیرے بیمار کی
نہ پائین گے مرقد مین منکر نکیر — یہ حالت ہی میرے تن زار کی
وہ عنقا ہے مضمون کمر کا تری — نہ پایا تلاش اُس کی سو بار کی
نہ پائین گے ساقی بہار آتے ہی — ہمین فکر ہے اک طرحدار کی
یہ ہے رنگ اس گل کی تعظیم کا — ہوا ہی جو غنچون کے دستار کی

۱۳۳ — چکائین گے جھگڑے کو ہم خود وقار
خوشامد کرے کون مختار کی — ۷

وہ ہے کون جس سے کہون بات اُنکی — ہراک شخص کو ہی مدارات اُن کی
زبان گنتی فضل الٰہی سے ہے شیرین — ڈلی ہے مٹھائی کی ہر بات اُنکی

نچاؤں گا واعظ کی اونچی دکان پر
ٹلی شام شامت کی اپنی نہ ہرگز
ہین در وا اپنا جاکر کہون کس سے یارب
جو ساقی سے رکھتے نہین کام میکش

کھلی سب ہی مجھ پر کرامات انکی
سحریان نہ اک دن ہوئی رات انکی
زمانے سے ٹھہری ملاقات انکی
تلف ہوتی ہے مفت اوقات انکی

۱۳۴	عبث غل ہین کرتے وقار اُن کے در پر پذیرا نہین ہے مناجات اُن کی	۸

غضب کی بلا ہین ادائین تمھاری
حسین شہر کے سب جھپکتے ہین تم سے
ہماری نکوئی بدی مین ہے شامل
مجھے لعل اعجاز پرور نے مارا
لگاوٹ کی جھڑکی مین پاتا ہون لذت
چلین رشک سے سر پر آرے نہ کیونکر
یہ ڈر ہے نہ چھاپین کہین چھاپے والے

بلا کیون نہ لے پھر بلائین تمھاری
چمن مین بندھی ہین ہوائین تمھاری
صوابون مین داخل خطائین تمھاری
فسون اپنا آنکھین دکھائین تمھاری
مجھے کوستی ہین دعائین تمھاری
عدو مانگ پٹی بنائین تمھاری
وفائین ہماری جفائین تمھاری

۱۳۵	وقار اس کا باعث بتاؤ کہ کیا ہے غزل محفلون مین وہ گائین تمھاری	۷

گو مقابل ترے رخ کے گل رعنا آئے
کس طرح سے وہ شب وصل مین کھل کر بیٹھے

منھ پہ یکدست خجالت کا تپانچا کھائے
دیکھکر آئنہ مین عکس جو شرما جائے

ہوگئی وصل کی شب حق مین مرے روز فراق
دیکھ لے بادۂ بہاری جو مری فکر بلند
وہ ملے دل کے عوض یہ مثل آئی صادق
کڑوے ہو کر نکرو دل کو مرے کھٹا تم

آپ پھر بوسہ رخسار کا جھگڑا لائے
کیا عجب ہی کہ ہوا مین کوئی ہگلا چھائے
دے کھرا گانٹھ سے جو شخص وہ کھوٹا پائے
اُس کو پھیکا نہین دیتے جسے میٹھا بھائے

۱۳۶
ای وقار اپنی طرح وہ بھی ہو دیوانہ ابھی
استخوان میرے اگر یار کا کُتا کھائے
۶

چھٹ کر کبھی نہ کاکل پیچان سے جائینگے
مٹی سے اُس زمین کے اپنا خمیر ہی
بل بار بار دیتے ہین وہ اپنی زلف کو
مصحف پڑھینگے عشق مین عارض کے بدخوان
آشفتگی مین رکھتے ہین سودا سے سلسلہ

ہم وہ نہین کہ بھاگ کے زندان سے جائینگے
مر کر بھی ہم نہ کوچۂ جانان سے جائینگے
کس کس کے اس مین دیکھیے دل پھانسنے جائینگے
مومن خیال زلف مین ایمان سے جائینگے
ہم چھوٹ کر نہ زلف پریشان سے جائینگے

۱۳۷
ہین شوخیان وقار کی گستاخیون کے ساتھ
اک دن اُٹھائے محفل خوبان سے جائینگے
۱۲

مجھے مارا ہی تھا زلف دوتا نے
کیا ہے مرتبہ اعلیٰ خدا نے
کیے جاؤ جہان تک ہون بہانے
کہون کیا حال اشک و آہ ای یار

بچایا آج موذی سے خدا نے
عجب کیا گر کوئی مجکو بچانے
مبارک ہون مجھے آنسو بہانے
مجھے مارا ہی اس آب و ہوا نے

توقع آخری دیدار کی تھی — نہ آئے نزع مین صورت دکھانے
نہ مانے گا کبھی بندہ کی وہ بات — خدا کا حکم جو کافر نہ مانے
تڑپتا دل ہی لوٹن کی طرح سے — دکھایا منہ مجھے کس مہ لقا نے
ہوئین اونچی نہ وہ نیچی نگاہین — اُبھرنے کب دیا اُن کو حیا نے
وہ اب سنتا ہے میرے نالۂ گرم — خوش آئے گُل کو بلبل کے ترانے
خدا کے واسطے رنجش کو چھوڑو — خدا کے واسطے چھوڑو بہانے
وہ مرشد ہی یہ دل رستہ بتائے — خضر آئین اگر رستہ بتانے

۱۳۸ — سُنے جو اے وقار آنسو بہائے / اگر ہین مرثیے میرے فسانے — ۷

ہم جب آپ سے تجکو بت بے پیر دیکھینگے — تب اپنے نالۂ شبگیر کی تاثیر دیکھینگے
کیے سینہ سپر بیٹھے ہین ہم بھی اے بت سفاک — کہان تک کارگر ہوتی ہے تیری شمشیر دیکھینگے
نہ جا گلیون مین سفاکو نکلی ہو دل اپنا ڈالینگے — نہ وہ کچھ جرم دیکھینگے نہ کچھ تقصیر دیکھینگے
تجزی نقطۂ موہوم کی ہو جائیگی ثابت — دہن کو اُس کے وا جب ہم دم تقریر دیکھینگے
کناسے فہم مین مغز سخن کو پہونچ جائینگے — شکستہ جب ہمارے خط کی وہ تحریر دیکھینگے
لپٹ جائینگے جوہر کی طرح شوق شہادت مین — جہان اُس قاتل عالم کی ہم شمشیر دیکھینگے

۱۳۹ — وقار اُن پر کھلے گی پیچ و تاب دل کی کیفیت / عدو کے پاؤن کی جب اُلجھی ہوئی زنجیر دیکھینگے — ۱۱

یہ سرخی ہے جو اُن کے دست و پا کی
تو پھر معلوم ہے سرسبزی حنا کی

یہان تدبیر پر نازش رہا کی
وہان تقدیر برگشتہ ہنسا کی

سخن گوئی رہی چشم صنم کی
مدک خانہ سے بلے پر کی اُڑا کی

تصور مین نکیلی چتونون کے
چھری سی میرے سینے پر چلا کی

رہا قبضے مین ہر اک تیر قامت
کمان اجمیر مین میرے چڑھا کی

ہوا لاغر غم ابرو مین ایسا
مین نکلا جس طرف اُنگلی اُٹھا کی

نماز پنجگانہ کو پڑھا یا
جو آئی بوریا سے بوریا کی

لب جان بخش کا کافی ہے بوسہ
طلب کس کو یہان آب بقا کی

چھوا ہے زلف مشک آگین کو صاحب
اُلجھتے کیون ہو کیا مین نے خطا کی

بندھے ہین دست و پا اُس رشک گل کے
بنام ایزد بن آئی ہے حنا کی

۱۴۰	وقار اپنا یہان بھی پر کچھ رہا دل طبیعت جب رکی اُس بیوفا کی	۹

روے سادہ کی تر دیکھی جو آب و تاب ہے
گھر مین آئینہ کی خجلت سے کمر تک آب ہے

کونسا خورشید رو دیکھا ہے یارب خواب مین
دوپہر دن دھوپ کا مجکو شب مہتاب ہے

انتظار یار نے عالم نئے دکھلائے ہین
حلقۂ در بھی بعینہ دیدۂ بیخواب ہے

مچھلیان جو ہو رہین گی آئنہ تالاب حسن
گر یہی مژگان و رخ کی اُنکے آب و تاب ہے

پرتو عارض نے کس مہ رو کے مارا ہے مجھے
چاندنی تربت کی میری چادر مہتاب ہے

عکس کا یہ روے رنگین کے ہی ادنی معجزہ
وان لب جو آب بازی غیر سے کرتے ہین آب
ہی یہ ساتھ اپنے غرور حسن کو کاوش ہنوز

ہی جو داغ دل وہ رشک لالۂ شاداب ہی
یان دل حسرت زدہ اور سوختن کا باب ہی
دیدۂ تر کو خیال رفتہ از دل خواب ہی

۱۴۱	سیدھی سیدھی وہ مژہ ہین تیر ناوک وقار ابروے خمدار رشک دشنۂ قصاب ہے	۹

زلف کس کی ہی کس کو سودا ہی
ہی مگر حسن و عشق کا نیرنگ
جلوۂ رخ ہے چشم حیران مین
عشق آیا ہی بانٹ مین میرے
واقعی اک ڈھکوسلا ہے اجل

سر پہ کالی بلا کا سایا ہی
کوئی نامی ہے کوئی رسوا ہی
عین یہ آئنہ تماشا ہی
حسن مین یار تیرا حصا ہی
ہجر جانان مین جان سے جانا ہی

۱۴۲	اُس شکر لب کی جستجو مین وقار آبلہ پاؤن کا بتاسا ہے	۹

تری لو ای صنم دل کو لگی ہی
بڑھے گی جان دم لے کر لبون پر
وہ ہون دل سوختہ بیکس کہ حسرت
تری کاکل ہی طرہ زلف سنبل
اُڑائی ہی مہینون خاک گھر کی

حرم مین شمع بتخانہ جلی ہی
عدم کے ملک کی منزل کڑی ہی
مثال شمع تربت پر جلی ہی
گل رنگین ہی رخ لب پنکھڑی ہی
مرے نالون کی جب آندھی اٹھی ہی

نکیلی کس کی مژگان کا خلش ہی
بنت افشان جبین ہے دامن ماہ
خراشین خار کی دیکھین جو تن پر

کہ دل مین کیل لوہے کی گڑی ہی
تری ہر شے انوکھی ہے نئی ہی
وہ گل بولا لباس سوزنی ہی

۱۴۳	وقار اک عمر سے اقلیم دل مین غم و رنج و قلق کی چھاونی ہے	۷

خواب مین بھی جابجا صورت جو دکھلائے کوئی
ایسا پہلو ہنسی کا پھر ہو رونے مین مرے
ہی سگ جانان کا حصہ استخوان جسم زار
ہم بھی اپنے نام کے ہین کاٹ کر دینگے سر
میرے اور اُن کے دلون مین پھندے پر پھندے پڑے
گر نہ دکھلاؤ تم اپنی بال سی پتلی کمر

شام سے تا صبح پھر کاہے کو چلائے کوئی
زخم کی صورت لہو پھر مجکو رلوائے کوئی
ہو زغن یا ہو ہما پر یان نہ منڈلائے کوئی
کار فرمائی یہ اک دن تو بھلا آئے کوئی
کب سلجھتی ہی یہ گتھی لاکھ سلجھائے کوئی
مثل موئے سوختہ کاہی کو بل کھائے کوئی

۱۴۴	عشق ہی وہ بد بلا چھوٹے نہ محشر تک وقار کیا سمجھتا مین نہین مجکو نہ سمجھائے کوئی	۵

مری خاک اُڑ کر وطن کو چلی
کشش قیس کے عشق کی کھُل گئی
صبا نے اُڑایا ہے انداز یار
کہین سے لیے عطر فتنہ کی بو

کہ بادِ بہاری چمن کو چلی
سواری جو لیلی کی بن کو چلی
چُرائی چھپاتی بدن کو چلی
صبا سیدھی اُس انجمن کو چلی

۱۴۵

بقول کسے اُس کی خاطر وقار
صبا بن کے مالن چمن کو چلی

ظاہر میں وہ الگ ہے روٹھے لڑے رہے
فیض خیال سے مرے آگے کھڑے رہے
وہ سوئے شب دوشالہ پُرمتن اوڑھ کر
ہم مثل حاشیہ کے کنارے پڑے رہے
پہنی جو اُس نے بالیاں یاقوت سرخ کی
لخت جگر یہاں بھی مژہ پر جڑے رہے
تھا نزع میں جو یار کے آنے کا انتظار
اچھو کی طرح دم بھی گلے میں اڑے رہے
بیتا بیاں ہیں ساتھ گرامیان کی طرح
تو ہم ضرور قبر میں دم بھر گڑے رہے

سچ ہے مثل وقار بڑون کی بڑی ہے بات
چھوٹون کے کب جہان میں رہتے بڑے رہے

قطعات و رباعیات

قطعہ

کہا میں نے گل عارض کا اپنے
مجھے للہ دے اک بوسہ خیرات
بگڑ کر منہ بنایا اور بولا
مثل مشہور چھوٹا منہ بڑی بات

قطعہ

دریائے حسن آپ ہیں کیا کہنا آپ کا
گوہر عرق میں غرق ہیں دندان کی آب سے
گرداب ناف ہے تو شکم موجۂ صفا
پستان کی کم نہیں ہے لطافت حباب سے

قطعہ

ہجر مین جس گھڑی تڑپتے تھے پڑے خاک پہ ہم ۔۔۔ پھر گلگشت ادھر آیا جو وہ رشک چمن
لوٹتا دیکھ کے ہمجنس سے بولا اکثر ۔۔۔ کہ یہ کس ماہ لقا کا ہے کبوتر لوٹن

رباعی

گو عشق مین اک گل کے ہی دل زار و نزار ۔۔۔ سو آہ زبان پہ لب پہ نالے ہین ہزار
ہی ہجر جو آج وصل بھی کل ہوگا وقار ۔۔۔ ہی متصل فصل خزان جوش بہار

تمت

قطعہ تاریخ طبع سابق دیوان از نتائج فکر بلند جناب مصنف صاحب

ہوا ای خدا طبع دیوان اول ۔۔۔ نہ گرد اُس کے ہو گرد آسیب نفرین
دم فکر تاریخ ہاتف نے مجھ سے ۔۔۔ کہا لکھ کہ ہے یہ کلام نخستین

تاریخ طبع از منشی محمد انوار حسین صاحب تسلیم سہسوانی اُستاد مصنف

چو از فضل خدا شد طبع دیوان وقار من ۔۔۔ ز یک سی صد وقارم گشت ای تسلیم در عالم
ز جا بر بود طبعم را خیال سال طبع او ۔۔۔ بگوشم گفت ہاتف کن رقم دیوان تلمیذم

چکیدۂ خامۂ گہربار منشی محمد اظہار حسین صاحب اظہار تخلص برادر عم زاد تسلیم سہسوانی

چھپا ہے وہ دیوان رشک چمن ۔۔۔ کہ جس کا ہر اک شعر ہے لالہ زار
دم فکر تاریخ دل نے کہا ۔۔۔ لکھو جلوۂ نظم موج بہار

گوہر فشانی خامۂ منشی محمد فاخر حسین صاحب فاخر تخلص برادر تسلیم موصوف

ہے یہ دیوان اُس سخنور کا ۔۔۔ جس کا مدحت سرا ہوا مضمون

ہے ہر اک لفظ کی نئی بندش
ہر ورق ہے اکھاڑا اندر کا
اللہ اللہ وہ طبع کی شوخی
عقل حیران ہے لکھوں کیا وصف
جو کوئی دیکھتا ہے کہتا ہے
فاخر آیا جو ذکر سال طبع

ہے ہر اک شعر میں نیا مضمون
ہیں پری وار دلربا مضمون
اللہ اللہ وہ چلبلا مضمون
ایک سے دس ہے دوسرا مضمون
ہے مگر قدرت خدا مضمون
لکھا خامہ نے دلکشا مضمون ۱۲۹۱ھ

کرشمۂ فکر منشی محمد صابر حسین صاحب صبا تخلص اور تسلیم موصوف

وقار کا یہ کلام رنگین ہے جان رنگین کلام شیرین
یہ رنگ ہے شوخیوں کا چمکا کہ مہ جبینوں کو رشک آیا
غضب ہے بندش ستم ہے مضمون کوئی اعجاز ہے کوئی فسون
جو سال تاریخ کے ہوں مائل تو یہ کہیں شاعران کامل

طلسم معنی ہے سحر آگین یہ سخن ہیں ہے سامری کا
جو دیکھو دیوان تو ہو یہ پیدا کہ جلوہ ہے مہر خاوری کا
چھپا ہے کس کا کلام موزوں کہ جس سے مطلع ہے گھر پری کا
ہے سحر مضمون فسون پایان بیان جادو ہے سامری کا ۱۲۹۱ھ

الیضاً

سر سال تدوین دیوان صبا
کہا میں نے عمدہ نئی ہیں غزل ۱۲۹۱ھ
جو مضمون ہے ہے لطافت نثار ۱۲۹۱ھ
ریاحین الفاظ عالم فریب ۱۲۹۱ھ
بیزدان ہے اعلا غزل کی زمین ۱۲۹۱ھ
لکھیں ہم وسلے خوب اشعار ہیں ۱۲۹۱ھ

ہوا کی طرح دل میں میرے بھرا
عجب شوخی فکر ہے بے بدل ۱۲۹۱ھ
زبان کی ہے نرمی طلاقت نثار ۱۲۹۱ھ
کلام دلاویز خاطر شکیب ۱۲۹۱ھ
پری ہیں مضامین واہ آفرین ۱۲۹۱ھ
سخن سنج عالم طلبگار ہیں ۱۲۹۱ھ

ہوا خواہ کو ہے چمن زار نظم — عدو کو ہی جادو ے نو کار نظم
چھپا جب ہوئی فکر تاریخ کی — کہا دل نے گفتار شیرین چھپی
۱۲۹۱ھ

ریختہ قلم گہر ریز مولوی سید ہادی علی صاحب ہادی تخلص ہمشیر زادہ تسلیم موصوف

فضل خدا سے طبع ہوا اس مہینے میں — دیوان بے نظیر جناب وقار کا
ہادی نے سال طبع لکھا و طرز یوں ہے — شوخی طبع طرفہ ومضمون دلکشا
۱۲۹۱ھ

رنگین مقالی سید نذیر احمد شاہ صاحب نذیر تخلص سہسوانی

یہ دیوان رنگین چمن ہے نذیر — ہر اک شعر ہی غیرت لالہ زار
جو ہو فکر تاریخ تدوین و طبع — لکھو کا روان شگفتہ بہار
۱۲۹۱ھ

خوبی ذہن و ذکا چودھری نادر حسین صاحب نادر تخلص سہسوانی

افضال بیکران خدا سے ہوا جو طبع — دیوان اولین جناب وقار کا
ہنگام فکر سال ندا دی سروش نے — نادر لکھو شتاب کہ شیرین سخن چھپا
۱۲۹۱ھ

جلوہ ریزی خیال مولوی امداد حسین صاحب امداد تخلص سہسوانی

من چہ گویم بوصف این دیوان — ہان مگر این قدر کہ خوب و نکو
بہر تاریخ طبع آن امداد — ہست گلدستۂ وقار بگو
۱۲۹۱ھ

خوش فکری چودھری قیوم بخش صاحب مضطر تخلص سہسوانی

یزدان وہی ہے یہ دیوان رنگین — کہ ہر لفظ سے جس کے شوخی ہے ظاہر
سن طبع کی فکر تھی مجکو مضطر — کہا دل نے یکبار منظوم نادر
۱۲۹۱ھ

خوش خیالی و شیرین مقالی مولوی عبد المجید صاحب مجید تخلص لکھنوی

یہی ہے وہ دیوان رنگین مجید / کہیں جس کو یہ ہے ہزاروں مین ایک
ہوا ایک تاریخ جو منطبع / لکھی ہم نے تاریخ تاریخ نیک

بہار آفرینی طبع شوخ میرزا امجد بیگ امجد تخلص شاگرد تسلیم سہسوانی

١٢٩١ھ

افضال خدا سے جو یہ دیوان ہوا طبع / ہر لفظ پہ قربان ہوے گوہر مکنون
ارشاد کیا ہاتف غیبی نے دم فکر / امجد لکھو تاریخ زہے شوخی مضمون

خوشگوئی میرزا حسن رضا صاحب رضا تخلص لکھنوی شاگرد تسلیم سہسوانی

١٢٩١ھ

من نیم ہرگز طرفدار وقار / من نیم ہرگز طرفدار سخن
ہان بگوش ہوش من این حرف خواند / واقف و دانای اسرار سخن
جان معنی ہست در صورت وقار / طبع پاک اوست سرکار سخن
از دمش پر نور بزم نظم شد / این قدر دانم ز انوار سخن
حرف حرفش روح جسم شاعری / لفظ لفظش نور ابصار سخن
در جمل تعریف اشعارش رضا / خوش رقم زد و ادا اشعار سخن

١٢٩١

ریختۂ خامۂ جادو نگار سید امتیاز علی صاحب امتیاز تخلص سہسوانی

چون بفضل ایزدی دیوان رنگین وقار / طبع گردید و پسند طبع معنی زا شده
خامہ در گوشم بوقت فکر سالش امتیاز / گفت مطبوع جہان این نسخہ زیبا شده

گلریزی قلم منشی منظور احمد صاحب منظور تخلص سہسوانی

١٢٩١ھ

چو این نسخۂ دلکش و جان فزا | کہ در حسن و خوبی ندارد نظیر
در ایام مسعود شد منطبع | بافضال و الطاف رب قدیر
دم فکر تاریخ یکبارگی | چنان خواند ہاتف بگوش ضمیر
اگر ہست منظور سال فرنگ | بگو طبع دیوان خاطر پذیر

ریختۂ قلم اعجاز رقم در شاعران نازک خیال مقدمۃ الجیش منشی فدا علی صاحب عیش

ہو گیا مطبوع دیوان وقار نکتہ دان | حضرت تسلیم سے ہے مشورہ اُن کو سدا
معجمہ میں بے بہر بہتان لکھی تاریخ عیش | ذی وقار و واجب التسلیم دیوان چھپ چکا ۱۲۹۱

چکیدۂ خامۂ فیض شمامہ حکیم عبد اللہ صاحب لکھنوی

چو شد طبع دیوان بفضل خدا | کہ ہر مصرع اوست رشک بہار
رقم زد سن طبع کلک حکیم | کہ زیب چمن ہست نظم وقار

تراشۂ خامۂ شاعر سخن پناہ سید محمد حسین متخلص جاہ لکھنوی ملازم مطبع

عجب نظم دلکش ہے یہ آبدار | ہر اک شعر ہے گوہر شاہوار
پئے سال ہجری جو کی جاہ فکر | کہا دل نے ہے خوش بیان وقار

مرزا عاشق علی صاحب عاشق لکھنوی ملازم مطبع افسر مصلح سنگ

خوشا فکر فرمائے عالی تبار | تخلص ہے جن کا جہان میں وقار
کہہ عاشق سر بزم سے کرکے کم | ہے دیوان لکھا فصاحت شعار ۱۲۹۱

احمد حسین فرزند شیخ امیر علی صاحب نقاش ملازم مطبع

زہے نظم پُر معنی و دلکشا | ہر اک شعر واللہ ہے دلربا
قلم نے کہا کیا لکھوں اس کا سال | تو کی فکر بس میں نے بے انتہا
لکھا دو عدد کرکے احمد نے کم | قلم ہے یہ آئینہ مضمون نما

نتیجۂ طبع معنی زا و کرشمۂ فکر آسمان پیمای سید سجاد حسین صاحب شاگرد میر کلو عرش مرحوم

کرد چون تصنیف این دیوان بتائید اِلٰہ | شاعر معجز بیان و مردم عالی وقار
چشم گردون با وجود این چشمہ شمس و قمر | مثل او انسان ندید از نوع انسان زینہار
خانۂ امید ہر اہل مراد آباد از وست | ورنہ بودی مسکن بوم و کلاغان آن دیار
از عطاے دست دریا بار آن ابر کرم | روح حاتم در عدم محجوب ہر لیل و نہار
رفعت طبعش بعالم ہر کہ بشنید این بگفت | سر زمین شعر را ہم آسمان شد آشکار
بر عروج فکر او شل شہپر عنقاے طوس | نظم خسرو کی بیاید پیش نظمش اقتدار
از صفاے بندش مضمون آن دریاے حسن | غرق شد در آب خود از رشک دُرِّ شاہوار
جوہر شمشیر معنی بود گر ہر مطلعش | مقطع او ہر قطع نسل بدبین ذو الفقار
وقت نظم سال تاریخ ای فلک در گوش من | گفت ہاتف بے تکلف دُر فکر وقار

قطعۂ تاریخ از نتائج افکار شاعر بے مثال سخنور باکمال ذی استعداد جید خلیق و الخاد حکیم عبد العلی صاحب متوطن قدیم بلدہ لکھنؤ حال وارد قصبہ سرسی ضلع مراد آباد متخلص قلق

کس کی آمد کی خبر ہے اندنوں باد بہار | کر رہی ہے دامن صحرا کو جو رشک تتار
گل کھلے گا کونسا جو عندلیبان چمن | نغمہ سنجی کر رہی ہیں شاخ گل پر صد ہزار

دے رہی ہیں قمریاں ہر سو نفیسوں کی صدا
سرو یکپا ہیں کھڑے مثل عصائے چوبدار

کیوں حسینان چمن دکھلاتے ہیں جوبن کا رنگ
کیوں گل مہتاب کو ہی چاندنی سے انکسار

تک رہی ہے کیوں یہ دیکھو چشم حسرت سے کھڑی
دیدۂ نرگس کو تبا ہو ہی کس کا انتظار

کیا سبب صحن چمن میں آج گل چہرے اُڑے
اشرفی کیوں کر رہی ہے زر کو اپنے یوں نثار

جو کھلے ہیں گل وہ رشک عارض جانانہ ہیں
عقدہائے سنبل پیچان ہے زلف تابدار

سن لیے ہیں اس نے کس عاشق کے مضمون فراق
کیا سبب جو لالۂ احمر کا دل ہے داغدار

اندنوں باعث ہے کیا جو دختر رز کے لیے
تاک ہیں مستانے ہیں رنگ گل سے لیتے ہیں اُدھار

کیوں گل خورشید نے اپنی دکھائی ہے چمک
مہر ہی جس سے لب بام اس قدر کیوں ہمسار

بلبلیں بولیں نہیں معلوم تجھکو کیا سبب
چھپ رہا ہے مطبع عالی میں دیوان وقار

مطبع ایسا ہووے دیوان ایسا ایسے مہتمم
زین سوالعید ثلاثہ بربع مسکون را قرار

کب بھلا ذکر سخاوت اُس کا مجھ سے ہو سکے
حاتم طائی کو جس کے نام سے ہے افتخار

اندنوں داد و دہش کی اُس کے کچھ گنتی نہیں
دے رہا ہے سائلوں کو زائد از حد شمار

اُس کف دست کرم کو گر لکھوں دریائے فیض
پانچ انگلی اُسکی ہے بحر کرم کی پانچ دھار

یا الٰہی تا کہ ہیں قائم زمین و آسمان
سبعہ سیارہ سے ہے تا نظم دنیا کا مدار

تا کہ ہے عشق گل و بلبل نظیر عاشقی
دامن گل سے ہیں لپٹے تا کہ اس گلشن میں خار

وہ جوان بخت اور جوان دولت ہو زیر چرخ پیر
بار سر نخل قد اعدا پہ ہووے اُسکے بار

از دل خود عندلیب بوستان گفت این سخن
ای قلق تاریخ این دیوان نکو باغ بہار

١٢٩١ھ

ایضاً

صاحب جود و سخا و ذی حشم والا تبار
با کلامش فخر شعر و شاعری را افتخار

دست بستہ ہر مضامین پیش پا استادہ اش
بحر مواج طبیعت راست مضمون آبدار

ہر کہ شد مفروق از خلقش ہمان مقرون شد
ذات او خلق مجسم از تکبر ضد و عار

ہست از فضل خدا حلم و حیا عدل و سخا
جای اربع عنصرش اخلاط او زین ہر چہار

آنچنان امید ہای خلق بر آمد کہ نیست
گر درین عہدش بجوئی در جہان امیدوار

جملہ اہل جود موزونند او موزون بہ
گر بسنجد پیش او کم وزن باشد ہیچکار

شش جہات و چار سو از بذل او خشند شدند
ہکذا و الاسمہ کالشمس فی نصف النہار

گر ہمی خواہی کہ آسایش شوی تو فیضیاب
اظہر و ابین شدہ در خلق با کشن کمار

ہست میل خاطرش چون بہر ہر کسب کمال
شد توجہ شاعری را ہم نماید افتخار

گفت آن نظمی کہ اقلیم سخن را داد داد
سفت آن گوہر کہ شد مضامین شاہوار

حکمران طبعش الٰہی باد در ملک سخن
از وقارش ہست جملہ شاعران را افتخار

از پی ہر اوصاف جستم سال تاریخ ای قلق
ناگہ آمد این ندا شد خوب دیوان وقار

۱۲۹۱ ھ

ایضاً

بگفت این دل بیتاب من بصد تعظیم
مسخر از پئے شاہ سخن شدہ اقلیم

چہ ملک مملکتے کاندران مطیع الامر
ستادہ فوج مضامین جوق جوق ضخیم

ہمان بملک سخن آنکہ کامران بودند
بہ پیش او بنہادند افسر و دیہیم

لوای فتح عروض ست پیش پیش روان
خزینهٔ گهر آبدار معنایش
ز فرط شوق چو پرسیدمش چه از نام
ستاده شو ز ادب نام نامیش این نیست
بخلق نام گرامیش رای کشن کمار
چه قسمتش که مقدر با وقسم بخورد
چه لائقی که لیاقت چو مهر و مه روشن
پی سخاوت او حاضر اند انه هر سو
مقرر از پی آنهاست شهرت دینار
ذکاوت و ذهنش رانمی کند ادراک
اگرچه لایتجزاست هر جزء الکن
همیشه رستم زال از حضور پیش چون طفل
بسوی نظم چو میل طبیعتش گردید
نمود جمع همه منشی نول کشور
حقیقت اینکه خرایش ز خوبی اقبال
شند ند آن گل مفروق شکل گلدسته
نمود حکم که مطبوع هم شود دیوان

همه صنائع و اوزان بزم ارمست زیم
چو موج موج شمارد بگسے نه دُر یتیم
بگفت زود زبان شو بگو ثر و تسنیم
ز گوش دل بشنو می کنم ترا تعلیم
بخُلق نیست نظیرش کسی و نیست سهیم
نمود رازق مطلق برای رزق قسیم
چه محسنی بجهان حسن خلق اوست عمیم
ز بحر گوهر و لعل از جبالُ از کان سیم
ز درد مفلسی پیشش اگر روند سقیم
اگر بذهن رسا پیش او روند فهیم
ز عقل جوهر هر جزء ورا کند تقسیم
تمام زور جوانیش همچو گاو شحیم
بگفت خوب غزلها که مثل اوست علیم
ز رسم و راه که دارند از خلوص قدیم
عطا نمود چنین از خلوص دست صمیم
بخواست تا برسد در جهان نسیم و شمیم
که تا رسد بجهان زین کلام فیض عمیم

قلق چو از پئے تاریخ سال فکر نمود | سروش گفت نکو آمدہ بباغ نسیم

شاعر شیرین زبان رنگین مقال حکیم میر ضامن علیصاحب جلال لکھنوی ملازم سرکار رامپور

ہمہ الفاظ خوش و جملہ معانی رنگین | چند اجلوۂ اشعار ادا خیز وقار
گفت تاریخ بفرمائش تسلیم جلال | گشت مطبوع چہ دیوان دل آویز وقار ۱۲۹۱ھ

شاعر عدیم المثال و عدیم النظیر منشی امیر علیصاحب امیر ملازم سرکار والی رامپور

دیوان وقار طرفہ حسنی دارد | مشتاق نظارہ ہر سخن ور آمد
بنوشت امیر سال حسن طبعش | در قالب طبع مثل جان در آمد ۱۲۹۱ھ

شاعر عطارد نظیر خورشید ضمیر منشی محمد اسمعیل حسین صاحب منیر ملازم سرکار رامپور

واہ کیا دیوان نور افشان چھپا ہی اندنون | حسن کا ہر مصرع ہلال عید سے ہی ہمکنار
صفحہ صفحہ اس کا ہی رشک خیابان چمن | نظم رنگین دیکھکر پژمردہ ہین پھولون کے ہار
قدوۂ ارباب معنی حضرت تسلیم کا | یون گہر افشان ہوا ہی خامۂ معجز نگار
قطعۂ تاریخ اس نظم دل آرا کا لکھون | ضعف طبع و قحط فرصت گو ہین دونون آشکار
سال ہجری و صف دیوان مین کہی مین نے منیر | جائے حسن و عشق بزم نور دیوان وقار ۱۲۹۱ھ

ایضاً

دیوان ہی وقار ہمایون خیال کا | یا موسم بہار نکات جدید ہے
تاریخ اسکی دوڑکی ہاتھ آئی اے منیر | گلدستۂ نفیس کتاب مفید ہے ۱۲۹۱ھ

عاشق معشوق مزاج امرد صورت زن زبان میر یار علیصاحب متخلص جان صاحب و جان لکھنوی

ملازم سرکار والی رامپور

دھرا ہی رہتا ہی چھاتی پہ ورد کہتی ہون
گلے کا کٹھرا ہی میرے وقار کا دیوان

عزیز کیون نہو اُجڑی ہوئی ای بی آبادی
چھپا ہوا ہی یہ اپنے دیار کا دیوان

دکھاؤن گی اُسے تاریخ آئیگا مر یاس
قسم خدا کی جب آیا وقار کا دیوان
۱۲۹۱ھ

شاعر بزرگ نژاد سترگ نہاد میر بنیاد علی صاحب بنیاد ملازم سرکار والی رامپور شاگرد جناب صبا مرقومہ بالا

طرفہ پری بہار ہی دیوان وقار کا
ہے جس کے آگے رنگ حسینان اُڑا ہوا

جاے سخن نہین ہی سخن کے مذاق مین
شمشیر بے نیام ہے مضمون کھلا ہوا

مصرع ہر اک نگاہ مین پتلا ہی سحر کا
شعرون مین شوخیون سے ہی جادو بھرا ہوا

نظم چمن بہار ہے بنیاد سال طبع
گویا سخن یہ باغ ہی پھولا پھلا ہوا
۱۲۹۱ھ

از افکار شیخ امداد حسین صاحب امداد وکیل عدالت دیوانی رامپور شاگرد ایضاً

چو شد طبع با طرز مطبوع و دلکش
کلام وقار سخن گوے قادر

رقم کرد امداد تاریخ سالش
کہ مطبوع دلہا ست منظوم نادر
۱۲۹۱ھ

شاعر ہمایون فکر خجستہ کلام محمد فرخ شاہ خان نام فرخ تخلص رامپوری شاگرد ایضاً

چون کلام وقار نغز بیان
زینت طبع یافت و نیک انجام

گفت فرخ بسال طبع آن
حبذا دلکش و لطیف کلام
۱۲۹۱ھ

تراوش خامہ گہربار برخوردار نبی منعم ریاضی دان ملازم نواب صاحب شاگرد ایضاً

بشد مطبوع با طرز دل آرا	چو دیوان وقار پاک بینی
رقم زد خامۂ منعم سن طبع	کلام شاعر سحر آفرینے

شمع بزم سخندانی محمد امین سوز سہسوانی شاگرد صبا ۱۲۹۱ھ

طبع گردید چو دیوان وقار خوش گو	برد از دست دلم شاہد گفتار سلیس
سوز ہر گاہ کہ تاریخ تمنامی کرد	طبع فرمود کہ گلدستۂ اشعار نفیس ۱۲۹۱ھ

سخن گوے اعجاز طراز محمد نیاز حسین خان نیاز سہسوانی شاگرد ایضاً

نظم وقار پہ ہی طرفہ پری کا جوبن	صدقے ہی حسن پہ شوخی قربان ہی نزاکت
چھپ کر ہوا جو دیوان گلدستۂ حسینان	لکھا نیاز نے یہ ہی مخزن فصاحت ۱۲۹۱ھ

قطعات تواریخ از نتائج افکار جناب مولوی مظفر حسین صاحب المتخلص بہ غمگین

گشت چون مطبوع طبع جملہ دیوان وقار	شادمان غمگین نمودہ سال طبعش جستجو
ہاتف غیبی بگلبانگ مسرت مژدہ داد	گلشن فیض از سر آب آمدہ تاریخ او ۱۲۹۱ھ

ایضاً

طبع چو دیوان وقار این زمان	گشت خوشی در دل غمگین رسید
سال وے آمد زلب عندلیب	تازہ گل گلشن دولت دمید ۱۲۹۱ھ

ایضاً

شدہ مطبوع بصد لطف چو دیوان وقار	گشت سیراب ہمہ کشت امید عالم
گفت غمگین ز سر دولت و نازش تاریخ	جا بجا گشت روان چشمۂ دریائے کرم ۱۸۷۴ع

ایضاً

دیوان وقار گشت مطبوع	خوشنود زمانہ شد بغایت
غمگین چو نمود فکر تاریخ	ہاتف بسترانۂ بلاغت
برخواند زروے علم و دانش	نوبر شدہ میوۂ فصاحت
	۱۲۸۱ھ

ایضاً

چو دیوان وقار از لطف بیحد	شدہ مطبوع ہر پیر و جوانے
پئے تاریخ با صد شادمانی	ہمی گوید سروش نکتہ دانے
زروے جنت و پاے نعیمش	شگفتہ شد بہار گلستانے
	۱۲۸۱

از نتائج افکار منشی شادی لال صاحب چمن شاگرد جناب میرزا محمد اصغر علیخان نسیم دہلوی

طبع شد دیوان مُلّا چون در آدان نکو	گشت نام آور وقار خوش بیان چار سو
از پے سالش دم فکر از چمن ہاتف بگفت	ہر سخنور میدہد داد کلام او بگو
	۱۲۸۱ افصلی

ایضاً

گشت چون با صد لطافت در اودھ اخبار طبع	شد ہویدا از کلامش شوکت و شان وقار
سالش از روے زر گل ای چمن کردم رقم	سیر کے گردد کسے از سیر دیوان وقار
	۱۲۸۱ فصلی

ایضاً

آن کلامے کان ز بس مطبوع طبعہا بود و ہست	شہرۂ طبعش چو گشتہ در جواب جابجا
بہر سالش از سراوج اے چمن کردم رقم	ہر غزل فائق ز ہر دیوان نامی دائما
	۱۲۸۱

ایضاً

برائی آرزوِ دل اگر نہین کوئی		دیا کسی نے نہین مژدہ گرنیا ہی آج
توکیون چمن نے لکھا بہرِ سمت ازسرجشن		کلام شاعرِ خوش فکر چھپ گیا ہی آج

تاریخ از نتائج افکار منشی انندروپ صاحب صفا پیشکار جلسۂ جناب راے برمن کشن صاحب بہادر والد جناب مصنف صاحب آنریری مجسٹریٹ رئیس مرادآباد دام اقبالہ

١٣٠١ ہ

ہوا ہی طبع دیوانِ وقار ذی ہمم حب سے		لبان شاعران پر مدح اُس کی غائبانہ ہی
سن فصلی لکھہ ای کلکِ صفا یون از سرِ ابتمت		کلام عاشقان ہی یہ کلام عاشقانہ ہی

تاریخ از نتائج افکار منشی پھم سین صاحب ضبط پیشکار مصنف صاحب

١٢٩١ فصلی

دیوان اول ایسا چھپا ہی کہ چار سو		حد سے زیادہ شہرت نام وقار ہی
ای ضبط سال طبع لکھو یون زروے طبع		دیکھو یہ انتظام کلام وقار ہی

١٨٨٤ع

تاریخ از نتائج افکار منشی پیتم راے صاحب شکر پیشکار جناب اے صاحب موصوف

جس سخنور نے زبان طبع دیکھا یہ کہا		ہی عیان طرزِ کلام پاک سے شانِ وقار
لکھ سن فصلی زروے اوج یون ای کلک شکر		اور دیوانون سے ہان بڑھکر ہی دیوانِ وقار

١٢٩١ فصلی

تمت

یہ غزلین جناب مصنف کی بعد تمامی دیوان کے ہوئی تھین لہذا آخر مین تحریر ہوئین

وہ کھڑے تیغ بکف سر پر ہین		ہم بھی حاضر ہین جھکائے سر ہین

مسی مالیدہ لبون مین دندان
شب تاریک ہین اور اختر ہین

کم ہی کیا مانع پرواز قفس
کیون یہ صیاد نے کترے پر ہین

آئیے کیجے قیامت برپا
قبر مین چاہیے اک ٹھوکر ہین

پڑ گیا نام خدا عشق بتان
تذکرے اپنے تو اب گھر گھر ہین

نہین بیوجہ ہی سر کو دوران
دشت کے یاد مجھے چکر ہین

نہین ہین چشم خمارین اُنکی
میکشون کے یہ دو ساغر ہین

یان بھی ہی جوش جنون فصل بہار
نوک مژگان جو ترے نشتر ہین

سر شوریدہ کا ہووے جو علاج
دامن کوہ مین کب پتھر ہین

سرنگون اُن سے نہ ہووینگے وقار
وہ جو سرکش ہین تو ہم خود سر ہین

اسیر دام گیسوے رسا ہین
سیہ قسمت گرفتار بلا ہین

زبان رکھتے ہین لیکن بیزبان ہین
جو باتین آپ کی ہین سب بجا ہین

بُرائی کے بھی قابل کیا بھلا ہین
بتو ہم بھی تو مخلوق خدا ہین

عبث ہی حضرت عیسیٰ کی تدبیر
یہ سب درد محبت لادوا ہین

لب جان بخش کا ہمکو بھی بوسہ
نہین کیا قابل دار الشفا ہین

گدائے حسن آئین شاہ ہوجائین
ولیکن عاشقون مین بادشا ہین

گدائے حسن ہین گو اے شہ حسن
سپہر حسن کے ہم بھی ہما ہین

کہین طول شب ہجران کا کیا حال
درازی پر وہان زلف رسا ہین

نہین ہین چھوٹتے جو خار صحرا
کف پا بھی ہمارے کہربا ہین

چراتا ہے کف رنگین کے بوسے
تری یہ شوخیان دزد حنا ہین

وقار اتنی بھلا یہ گرم جوشی
ذرا سمجھو یہ بت سب بیوفا ہین

غزل جلسۂ مشاعرہ کہ خاص مطبع مین منعقد فرمایا تھا

کیون پریشان نہون اُس کے سراسر گیسو
میرے ماتم مین وہ کھولے رہا اکثر گیسو

روز شادی و شب غم ہے ازل سے باہم
ای صنم چاہیے عارض کے برابر گیسو

کوچۂ موج مین لہرانے لگے مار سیاہ
دھوے دریا پہ جو اُس شوخ نے جاکر گیسو

رکھا باہر نہ کبھی خانۂ زنجیر سے پانون
جب سے دیکھے ہین ترے او پری پیکر گیسو

جس طرح سایہ فگن ہو گل تر پر سنبل
یون ہین اُس عارض رنگین پہ معنبر گیسو

سنبلہ مین ہی مگر آج قمر کی منزل
کون کہتا ہی کہ ہین یار کے منہ پر گیسو

لوگ کہتے ہین کہ افعی پہ سوار اژدر ہی
دیکھکر یار تری زلف کے اوپر گیسو

خط رخسار ترا نام خدا مصحف ہی
رتبۂ تفسیر کا رکھتے ہین مقرر گیسو

ایک قسمت نہ کی قسام ازل نے دو کی
ماہ سیما ہوا رخسار معنبر گیسو

دیکھکر یار سمٹنے لگے لٹ دھاری سیاہ
ہون دوپٹہ سے جو بکھرے ہوئے باہر گیسو

کیا لکھون وصف مین اُس حور کے گیسو کا وقار
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

اور معشوقوں کے بھی دیکھے ہین اکثر گیسو
نہین تیرے سے مگر یار معنبر گیسو

ہم سے منظور نہین آپ کو روپوشی گر
کس لیے چھوڑ رکھے ہین فرمائیے رخ پر گیسو

جب بندھا ہی شب فرقت مین تصور انکا
بن گئے میرے ڈرانے کو ہین اژدر گیسو

ہے تری زلف کا سودا مجھے قائم فریح
یاد آجائین عجب کیا تہ خنجر گیسو

کرکے غسل آپ جھٹکتے تو ہین ایسان جہان
کوئی آسیب نہ پہونچائین کمر پر گیسو

طول مین لعت حسینان سے ہین گر بڑھ گئے تو پھر ن
شام ہجران سے ہمارے نہین بڑھکر گیسو

کیجیے شانہ نہین آپ کو گر اتنا دماغ
کہین ہو جائین پریشان نہ سراسر گیسو

رہتا دن بھر ہی تصور رخ روشن کا مجھے
رہتے ہین پیش نظر آپ کے شب بھر گیسو

جنتی ہین وہ **وقار** انکا جھین ہی سودا
سنبل باغ جنان سے بھی ہین بہتر گیسو

خاتمہ طبع چکیدہ خامۂ گوہربار منشی غلام محمد خان بخش سابق اڈیٹر اودھ اخبار

سبحان اللہ وقار نے کیا وقار سخن بڑھایا ہے ہر زمین مین گلزار معنی کھلایا ہی **نظم**

گلشنے رنگ و بوے صد گلزار
گوہر آبروے سبع بحار

چہ کلامے که ہست جان سخن
دفتر معنی و بیان سخن

بین که ہر بیت خانۂ عشق ست
یاکتاب فسانۂ عشق ست

پیش ہر مصرع ست سیلے معنی
نالۂ عندلیب زار اغنی

گلشن از رشک شوخی مضمون
مے خورد در دل و جگر صد خون

بارک اللہ چہ طرز دیوان ست		اللہ اللہ چہ این سخندان ست

کیون نہو آخر کس کے شاگرد رشید ہین جو فن شعر مین اپنے زمانے کے عمق اور لبید ہین وہ کون مخدوم و مکرم شفیق معظم نکتہ دان شیوا زبان شاعر لاثانی جناب منشی محمد انور حسین صاحب تسلیم سہسوانی جن کا نام نامی ہندوستان مین شمع انجمن کی طرح ممتاز ہے سخن کو اُن کی ذات سے فروغ اور معنی کو سو طرح کا ناز ہی یہ دیوان جو رئیس نامدار عالی مقدار جناب رائے کشن کمار صاحب وقار کی طبع موزون کا نتیجہ ہی طرفہ بہار سخن کا ثمرہ عجب دلچسپ دلاویز بیان ہی کہ جان سخن ہزار جان سے اُس پر قربان ہی واقعی اس نخلبند معانی کی رنگین بیانی اور گلفشانی نے ہر جگہ زمین شعر مین وہ وہ گل کھلائے ہین کہ ہزارون کے رنگ اُڑائے ہین تازہ تازہ مضامین نے غنچۂ خاطر اہل فن شگفتہ کیا ہی چمنستان اشعار کے رنگ بہار نے رونق بازار گلزار فرخار کو شکستہ اور نہفتہ کیا ہی باوجودیکہ مشق ابتدائی ہی مگر ماشاء اللہ چشم بددور کیا طبیعت خداداد پائی ہی کہ بڑے بڑے کامل مانتے ہین اور سالک طریق سخنوری جانتے ہین اس متانت اور فصاحت کی کس طرح نہ داد دیجیے ہر شعر لطافت بہر پر کیونکر نہ فدا ہو جیے کہ ایک ایک مصرع عروس زیبا ہی ہر شعر شاہد رعنا ہی یہ نوعروسان گلستان سخن ہر رنگ و لباس اور زیبائش اور طرح طرح کی تازہ و انداز و کرشمہ و آرایش کے ساتھ عاشقان معنی کو اپنا جوبن دکھاتے ہین اور عاشقان معنی اپنے ولہاے صافی ان کے نذر کر جاتے ہین مبدء فیاض کے فیض سے یہ گلزار ہمیشہ بہار

ایسا پھولا پھلا ہی کہ ایک عالم اس پر شیدا ہی یہ نگار رشک بہار ہین کیون نہ مرغوب دل ہو جبکہ کُلُّ جَدِیدٍ لَذِیذٌ کا لطف حاصل ہو۔ ای شاعران نازک خیال و زبان آوران باکمال دیکھو زور طبیعت اسے کہتے ہین موزونی طبع و جودت اس کے معنی ہین کہ ہر شعر انتخاب لکھنا اور جو لکھنا لاجواب لکھنا یہ کلام عکس کمال کا دم سا زہی طائر فکر و خیال شاخ سدرہ تک بلند پرواز ہے سچ تو یہ ہے کہ وہ کون فرد بشر ہے جس کو شعر و شاعری کا مذاق ہوگا اور پھر دیوان وقار کا نہ اشتیاق ہوگا منشی صاحب والا مناقب بلند اقتدار یعنی جناب منشی **نول کشور** صاحب مالک اودھ اخبار کی سخن سنجی بھی لائق تحسین و آفرین ہی کہ ممدوح الیہ نے اس مجموعۂ خوبی کو جیسا یہ عمدہ تھا ویسے ہی عمدہ اور خوش خط و خوشنما چھپوایا اور نقش و نگار طبع سے نگار معنی کو یک قلم دلربا بنایا۔ الٰہی جب تک سخن و اہل سخن کا ساتھ رہے اس مطبع کی بات تیرے ہاتھ رہے

از نتائج طبع منشی شنکر سروپ نجات خلف منشی رام سروپ صاحب مالک و مہتمم مطبع دلکشا واقع فتح گڈھ شاگرد حضرت نادر

جو ہین رائے صاحب مکرم مرے
رئیس و شریف و امیر کبیر
بعون خدائے جلیل اندنون

فصیح و سخن گوے و شیرین کلام
خردمند و یکجاہ و عالی مقام
ہوا اُن کا دیوان چھپ کر تمام

پئے سال تاریخ مین نے نجات | لکھا دفتر عشق ہے لا کلام ۱۲۹۱ھ

چکیدۂ خامۂ سپہر خبیر عطارد ضمیر منشی بھگوانديال صاحب متوسل مطبع اودھ اخبار

عجب بے مثل دیوان وقارست | کہ نامد در نظر ہرگز مثالش
پئے تاریخ ہجری گفت عاقل | چہا مرغوب دل تاریخ سالش

۱۲۹۱ھ

ایضاً

عجب دلچسپ دیوان وقارست | کہ پیدا ہست ز و شان بلاغت
بتاریخ مسیحی گفت عاقل | بود نظم عجیب و پر فصاحت

۱۸۷۴ع

ایضاً

خوب شایع گشت دیوان وقار | گوئیا باغ گل مضمون شگفت
کلک عاقل از پئے تاریخ سال | دلکشا مضمون مکارم نظم گشت

۱۲۹۱ھ

قطعہ تاریخ از فخر شعرائے سلف منشی اشرف علی صاحب اشرف

ہوا طبع کیا ہے یہ نادر سخن | مضامین سحر آفرین ہین رقم
لکھا مصرعہ سال اشرف یہی | بیان سخندان ابر کرم

۱۲۹۱

از نتائج طبع منشی امیر اللہ صاحب تسلیم شاگرد میرزا محمد اصغر علیخان نسیم دہلوی

چھپا کیا خوب یہ دیوان وقار نکتہ پرور کا | کہ جس کا مرتبہ شعری سے بھی اعلیٰ ہی رفیع کہ
کلام پاک کی ارباب معنی کیا صفت لکھین | مسجع ہی مقفے ہی مسجع ہی
فروغ حسن معنی کا نہ پوچھو ماجرا ہم سے | جو مطلع ہی وہ گویا نیر اعظم کا مطلع ہی

عدو جلتے ہین جب ہم دیکھتے ہین گرم مضمونکو — سراپا برق بار جستہ ہی جو برجستہ مصرع ہی
نظر کیا خاک آئے حاسدین کو حسن اُنکا — عروسان معانی کے لیے ہر لفظ برقع ہی
پے تاریخ ای تسلیم کچھ دل کو خیال آیا — کہ یہ بھی مقتضاے فکر طبع اہل مطبع ہی
لکھا مصرع یہ بہر سال میرے کلک رنگین نے — چھپا دیوان باتصویر کا کوئی مرقع ہی ۱۲۹۱ھ

قطعات تاریخ از نتائج فکر بلند جناب سید منصور علی صاحب منصور

ہر اک شعر اس کا ہی شور و فغان — یہ دیوان ہی یا قصۂ عندلیب
سُنی جب کسی نے کہ اس کی غزل — کہا اُس نے ہی کلمۂ عندلیب
سن اس کے جو منصور پوچھے کوئی — تو کہدے یہ ہی نغمۂ عندلیب ۱۲۹۱ھ

ایضاً

آن چمن آراے دولت نامور — طرفہ دیوانش کہ بستان سخن
بلبلم در گلشن تاریخ آن — نغمہ زن زیبا گلستان سخن ۱۲۹۱ھ

ایضاً

چون تخلص با وقار آمد کہ او — کاروبار او بآئین وقار
گل وقار از شعر و دیوانش کہ شد — سال آن دلجو مضامین وقار ۱۲۹۱ھ

ایضاً

زہے آن صاحب دیوان دولت — چہ دیوانش کہ شد موزون بانداز
سن تاریخ آن منصور گفتا — کہ بہ دیوان پری مضمون بانداز ۱۲۹۱ھ

قطعۂ تاریخ

گلشن آرائے بہار عز و شان
غنچۂ تاریخ آن گل می کند
زہے دیوان آن صاحب تجمل
کند تحریر ہمچون بلبل من

ایضاً

سوز دیوانش چراغ افروز دل
نغمۂ بلبل زہے با سوز دل ۱۲۹۱ھ
گز و فصل بہاری مے کند گل
سنین آن ز معنی غنچہ و گل ۱۲۹۱ھ

ایضاً در صنعت یعنی در حرف منقوط

زہے دیوان کہ رنگ افروز الفت
سن تاریخ آن در حرف منقوط
بہار جان گدا ز بہا بمعنے
ریاض غنچہ باز بہا بمعنے ۱۲۹۱ھ

قطعۂ تاریخ در صنعت کہ بیک مصرع دو تاریخ بحرف نقطہ و بے نقطہ وارد

وہ چہ دیوان کہ از جان شد پری لواءش
در حروف مہمل و معجم بیک مصرع دو سال
گوہر معنی دے چون گوہر غلطان بہ آب
گو ہمہ تحریر و تقریر شکر ریزان بہ آب

ایضاً قطعۂ تاریخ در صنعت

طرفہ این دیوان آن نامی کلیم
در صغیر و در وسیط و در کبیر
ہیچو او نامی و بے خامی کلام
سال آن موزون بیان نامی کلام ۱۲۹۱

الحمد للہ کہ یہ دیوان لطف بنیان بہ سرپرستی راے بہادر جناب منشی پراگ نرائن صاحب مالک مطبع بماہ جولائی سنہ ۱۹۱۳ء مطابق ماہ رجب المرجب سنہ ۱۳۳۱ھ
مطبع منشی نولکشور مین طبع ہوا

نام کتاب	قیمت
دیوان خواجہ میر درد	۲/
دیوان بہار عرب	۱/۶ پا
بہارستان سخن	۳/۷ پا
دیوان لطف	۲/
دیوان نیاز	۲/
شرح یوسفی دیوان حافظ	۴/
دیوان نعت سروری	۳/۴ پا
دیوان جرار	۹/۳ پا
دیوان عاشق	۲/
دیوان ضامن	۹/۲ پا
مظہر عشق معروف بہ دیوان قلق	۳/۶ پا
دیوان شائستہ پاسخ	۸/
دیوان احمد ایزدی	۳/
دیوان چمنستان جوش	۷/
دیوان بختاور	۶/۴ پا
مجمع الاشعار	۶/۴ پا
چمن بے نظیر	۶/۱۱ پا
دیوان گویا کاغذ سفید وخاکی	۳/۹ پا
گلدستۂ امانت	۱/
دیوان حیرت	۷/
نوشتۂ آخرت	۸/
دیوان سخن دہلوی جلی قلم - دو قسم کاغذ	
(۱) کاغذ سفید گندہ	عہ/ پ
(۲) کاغذ سفید رسمی	۹/ پ
دیوان مسکین جلد اول موسوم بہ میخانۂ عشق	۲/

نام کتاب	قیمت
دیوان شہیدی	۳/۲ پا
گلدستۂ حفیظ اللہ خان	عہ/
ترجمہ شرح قصائد عرفی مترجمہ مولوی ابوالحسن	۶/
عجیب غریب شرح قصائد عرفی	۱۳/۳ پا
دیوان سحر سامری حصہ اول ودوم یکجائی	۵/
دیوان نعتیہ	۳/
دیوان عیشی معروف بہ تمکین معرفت	۸/ پ
شرح قصائد بدر چاچ بزبان اردو	۱۴/ پ
دیوان مناقب خیر البشر	۱/۹ پا
ذو لسانین مجمع البحرین فارسی و اردو قصائد	عہ۴/

مثنویات

نام کتاب	قیمت
مثنوی بہارستان نادان ترجمہ مثنوی غنیمت	۲/۶ پا
مثنوی موجۂ غم مع مثنوی نالۂ حزین	۹ پا
مثنوی یوسف زلیخا منظوم - از منشی نند کشور	۲/۶ پا
ترجمان عصمت	۱/۶ پا
مثنوی زر جعفری	۳/
مثنوی زینت انجمن	۱/۶ پا
مثنوی سعدین	۱/
مثنوی دلآویز	۱/
مثنوی رموز العاشقین معروف بہ تیرہ ماسہ	۱/
مثنوی حیرت افزا	۱/
مثنوی طلسم جہان	۴/
مخمس کریما	۶ پا
مثنوی در صفت کشمیر	۱/

نام کتاب	قیمت
مثنوی دریاے عشق	۲/
مثنوی بلبھ چرتر	۹ پائی
مثنوی حور جنان	۲/ / بلا وضعی ۱/۶ پائی
مثنوی گلدستہ معنی	
مسدس کریما	۶ پائی
اندر سبھا امانت و مداری لال بالتصویر	۱/۶ پائی
بارہ ماسہ سُندر کلی	۶ پائی
مثنوی گلزار نسیم	۱/
مثنوی میر حسن دہلوی - بالتصویر	۱/۹ پائی
مثنوی یوسف زلیخا - از اُستاد فگار	۲/۶ پائی
شرح یوسف زلیخاے جامی	۴/
مثنوی دفتر سحر	۸/پ
مثنوی گلشن عشق	۶ پائی
نوید پنجتن	۱/پ
منظوم دل آرام	۴/پ
مثنوی مخزن تدابیر	۱۰/
مثنوی لالہ رخ یعنی جذبات نادر کاغذ سفید گنا	۱۲/
ایضاً کاغذ رسمی	۸/
واسوخت	
اجل نامہ	۶ پائی
واسوخت خرد امانت	۱/
واسوخت بحر	۹ پائی
واسوخت نظام رعنا	۲/
نغمۂ ہزار	۴/پ

نام کتاب	قیمت
واسوخت ناظم	۲/
واسوخت ہلال	۳ پائی
واسوخت لااوری	۶ پائی
واسوخت اسیر	۶ پائی
واسوخت شمیم	۱/۶ پائی
واسوخت نوائی	۶ پائی
واسوخت ہمت	۶ پائی
واسوخت فغان حیدر	۶ پائی
واسوخت ثانی نمک	۱/
واسوخت حکیم	۶ پائی
واسوخت مہر	۶ پائی
واسوخت صفیر	۹ پائی
واسوخت جذب	۶ پائی
واسوخت قلق	۶ پائی
واسوخت عیش	۶ پائی
واسوخت عقیل	۳ پائی
واسوخت فائض	۳ پائی
واسوخت یادگار	۳ پائی
واسوخت مظہر	۳ پائی
واسوخت میر	۶ پائی
واسوخت ہلال	۶ پائی
واسوخت نور	۳ پائی
واسوخت نثار	۳ پائی
واسوخت مجرم	۳ پائی
واسوخت افسون سحر	۹ پائی